لکھنؤ

تعمیر حیات

ہندو پندرہ روزہ

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے ؞ قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

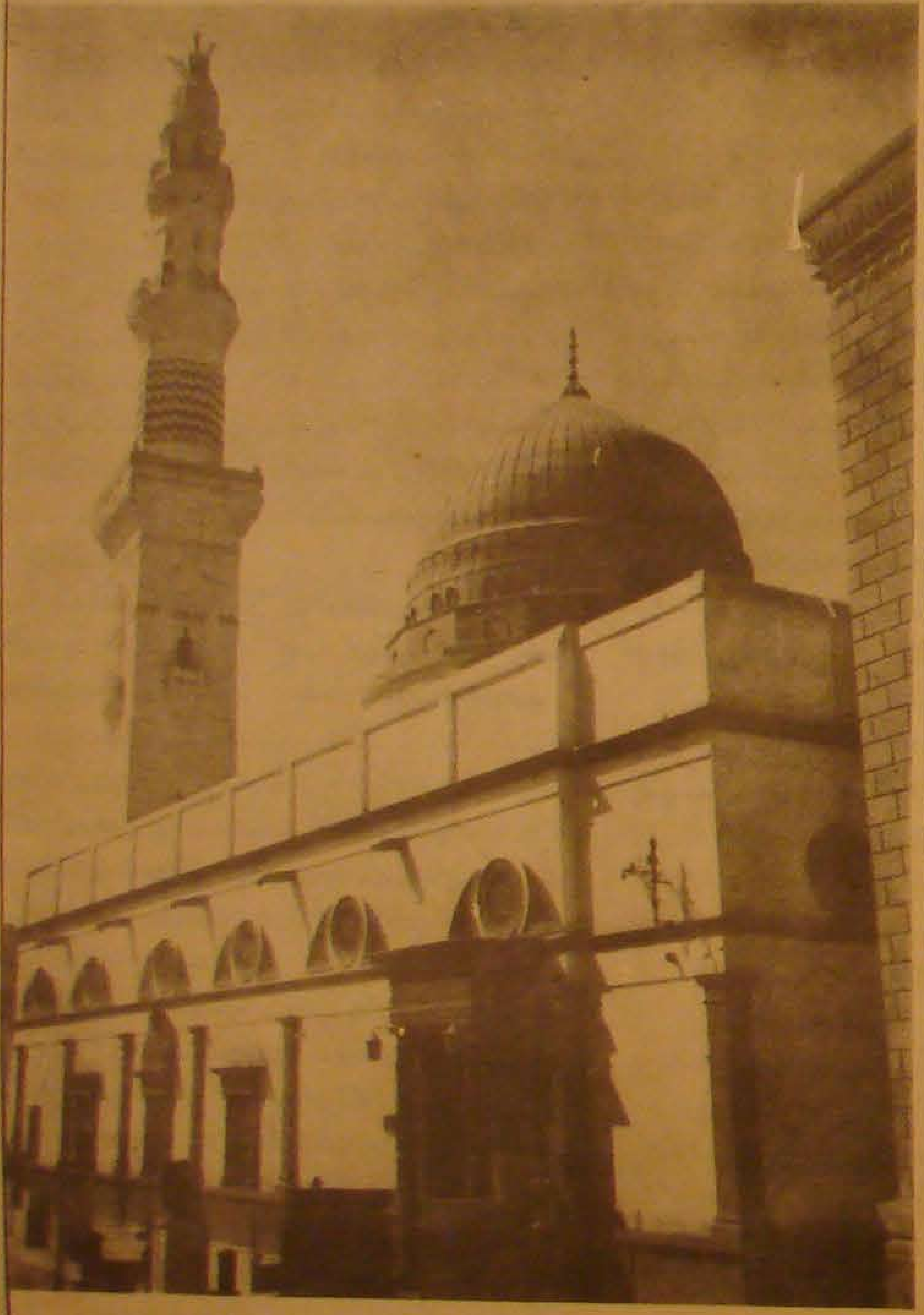

مشرقی جانب سے مسجد نبوی کا ایک منظر تصویر میں باب جبرئیل دیکھا جا سکتا ہے

۲۵ نومبر ۱۹۸۰ء سالانہ چندہ: بیس روپے قیمت: ایک روپیہ

Regd No. LW/NP 58 Phone 42948

TAMEER-E-HAYAT

Fortnightly

(NADWATUL-ULAMA LUCKNOW 230007 (INDIA)

ندوۃ العلماء کا ترجمان

تعمیر حیات

جو گذشتہ اٹھارہ سال سے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی (ناظم ندوۃ العلماء) کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے جس کو ملک کے دینی، علمی اور ثقافتی حلقوں میں ممتاز مقام حاصل ہے۔

اس وقیع پندرہ روزہ میں

قرآن مجید کا حیات آفریں پیغام، محسن انسانیت کے دلنشیں ارشادات، پیغمبر اسلام کی تعلیم اور عہد حاضر، غیر بھی معترف ہیں تیرے، اہل اللہ کے موثر سبق آموز حالات کے ساتھ تحریک ندوۃ العلماء کا تعارف، ندویانہ زندگی کے چند روشن اوراق اور دار العلوم ندوۃ العلماء کی علمی و تعلیمی سرگرمیوں پر مشتمل مضامین شائع ہوتے ہیں۔

چند عنوانات

دنیا کے شب و روز، ملک کے لیل و نہار، ہماری تہذیب کے تابندہ نقوش، روسی مردم خوری کے خلاف افغانی مجاہدین کے کارنامے، عالم اسلام کی خبریں اور معلوماتی مضامین، زندہ رہنا ہے تو میر کارواں بن کر رہو، عالم اسلام کے لئے موت و زیست کا نیا تاریخی سائرن، میں نے اسلام کیوں قبول کیا، سلطان عبد الحمید ثانی اور پان اسلامک تخیل، جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا، اسلامی معاشرہ کے تشخص میں دینی مدارس کا کردار، کتابوں پر تبصرہ اور ادب و شعر۔ اس پر مستزاد،

دلکش سرورق، جاذب نظر گٹ اپ، معیاری کتابت، خوبصورت آفسیٹ طباعت،

تعمیر حیات آپ کی آواز ہے، جو ہندوستان کے کونہ کونہ اور بیرون ہند پاکستان، جنوبی افریقہ، لندن، رنگون، ملیشیا، بنگلہ دیش، سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات، عمان، ایران، مصر، شام، اردن، یوگنڈا، نائجیریا، الجزائر، لیبیا تک گونجتی ہے، آپ اس آواز کو زیادہ سے زیادہ دوستوں تک پہنچایئے۔

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ سے کم پرچوں پر ایجنسی نہیں دی جائے گی۔
۲۔ فی کاپی دو روپیہ کے حساب سے زرِ ضمانت داخل کرنا ہوگا جو ایجنسی ختم ہونے کی صورت میں واپس کر دیا جائے گا۔
۳۔ ہر ماہ بل کی ادائیگی لازم ہے، عدم ادائیگی کی صورت میں زرِ ضمانت سے رقم وضع کر کے ایجنسی بند کر دی جائے گی۔
۴۔ پانچ سے ۵۰ پرچوں تک ۲۵٪ پچاس سے زائد پر ۳۳٪ کمیشن دیا جائے گا۔

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی نئی شاہکار تصنیف

پرانے چراغ حصہ دوم

مع تکملہ سینے کے داغ

مختلف مشاہیر اور باکمال شخصیتوں کا دلکش قلمی مرقع اور دین و اخلاق اور ادب و سوانح کا مہکتا ہوا گلدستہ ہے

جو مولانا محمد علی جوہر، صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمان خاں شروانی، مولانا ابو الکلام آزاد، ڈاکٹر ذاکر حسین، الحاج مفتی امین الحسینی، مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا عبد الباری ندوی، مولانا محمد سلیم مکی، مولانا عبد الماجد دریابادی، پروفیسر رشید احمد صدیقی، چودھری غلام رسول مہر، مولانا ماہر القادری، مولانا عبد الشکور فاروقی، علامہ بہجۃ البیطار، مولانا عبد العزیز میمن، مولانا محمد اویس ندوی، مولانا عبد السلام قدوائی ندوی، صوفی عبد الرب ایم اے، مولانا ابوبکر غزنوی، مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، مولانا سید ابو الخیر حسنی، امۃ اللہ تسنیم صاحبہ، مولانا محمد الحسنی، مولانا اسحاق جلیس ندوی جیسے حضرات پر مشتمل ہے

عمدہ کتابت۔ آفسٹ طباعت۔ قیمت پچیس روپے ۲۵

نوٹ:۔ پرانے چراغ حصہ اول کا جدید اڈیشن طبع ہو گیا ہے۔ جس میں تقریباً انہیں شخصیات کا تذکرہ ہے۔ قیمت:۔ اٹھارہ روپے ۱۸/-

مکتبہ فردوس مکارم نگر بردلی، لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۸ | ۲۵ر نومبر سنہ ۱۹۸۰ء — ۱۶ر محرم الحرام سنہ ۱۴۰۱ھ | شمارہ نمبر ۲

یکم نومبر سنہ ۸۰ء سے نافذ العمل

زرِ تعاون

اندرون ملک	بیس روپے
فی پرچہ	ایک روپیہ
بیرون ملک۔ بحری ڈاک بجاءِ ممالک ہوائی ڈاک	۵ پونڈ
ایشیائی ممالک	۷ پونڈ
افریقی ممالک	۸ پونڈ
یوروپ و امریکہ	۱۰ پونڈ

اداریہ

روس کی توسیع پسندانہ ذہنیت

پاکستان کے مشہور اخبار روزنامہ "جسارت" نے خبر دی ہے کہ روس نے افغانستان اور چین کو ملانے والی دس سے پچاسی میل چوڑی اور دو سو میل لمبی پٹی جو واخان کے نام سے مشہور ہے، ضم کرنے کے لئے مکمل انتظام کرلیا ہے اور کثیر تعداد میں روسی افواج اس علاقہ میں متعین کردی ہے اور افغان حریت پسندوں کے رسد کا ایک اہم راستہ جو دونوں ملکوں کے مابین رابطہ قائم کرتا تھا۔ منقطع کردیا ہے۔

روس کی جانب سے دوسرے کے علاقہ پر قبضے کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے، وہ صدیوں سے ہوس ملک گیری کی پیاس بجھانے کے لئے اپنے پڑوسی ریاستوں پر قبضہ کرتا رہا ہے اور جو ریاست ماسکو کے ارد گرد تیرہویں صدی عیسوی میں پانچ سو مربع میل پر مشتمل تھی وہ بیسویں صدی کے اختتام تک پہونچتے پہونچتے ۸۸ لاکھ مربع میل پر مشتمل ہوگئی ہے اور دنیا کی سب سے بڑی اور وسیع الرقبہ سامراج بن گئی ہے۔ روس تیرہویں صدی عیسوی ہی سے اپنے ہمسایہ شہروں اور قصبوں پر قبضہ کرکے حدود میں وسعت دیتا رہا ہے اور رفتہ رفتہ قرب وجوار کی تمام مسلم ریاستوں کو نگل گیا۔

روس نے ۱۴۸۰ء میں تاتاری ریاست کو فتح کیا ۱۵۴۷ء میں آئیوان چہارم نے زار اول کی حیثیت اختیار کی اور ۱۵۵۲ء میں قازان کو فتح کیا ۱۵۵۷ء میں استرخان پر حملہ کیا اور فتح کرلیا۔ ۱۵۸۱ء میں ارماک تیموفیو (Ermak Timofeev) نے سائبیریا پر حملہ کیا اور ۱۶۳۹ء میں اس کو فتح کرتے ہوئے بحر الکاہل کے ساحل پر جا پہنچا۔ ۱۶۶۷ء میں پولینڈ سے تنازعہ میں مشرقی یوکرائن پر قبضہ کرلیا۔ ۱۷۲۱ء میں پیٹر نے سویڈن کیساتھ جنگ میں اسٹونیا اور لیٹوونیا کی ریاستوں پر قبضہ کرلیا۔ ۱۷۷۲ء تا ۱۷۹۳ء روس نے بیلو رشیا (سفید روس) اور مغربی یوکرائن پر قبضہ کرلیا ۱۷۸۳ء میں الاسکا پر قبضہ کرلیا مگر بعد میں اس کو امریکہ نے لے لیا۔ یہ امریکہ کی ۵۲ ویں ریاست ہے ۱۷۹۲ء میں کریمیا پر قبضہ کیا اور اس کا الحاق کرلیا۔ ۱۷۹۵ء میں شمال مغربی یوکرائن لتھوانیا اور کرلینڈ (Kurland) پر قبضہ کیا ۱۸۰۱ء تا ۱۸۲۹ء جارجیا اور آرمینیا کے بڑے حصوں پر قبضہ کیا۔ ۱۸۰۹ء میں سویڈن سے فن لینڈ ہتھیا لیا فن لینڈ اس وقت آزاد ملک ہے ۱۸۱۵ء میں ڈچی آف وارسا (پولینڈ) کا علاقہ ویانا کانگریس کے فیصلہ کے تحت روس کی تحویل میں دے دیا گیا۔ ۱۸۵۸ء میں چین کے ایک حصہ پر قبضہ کیا۔ ۱۸۶۰ء میں ترکستان پر یلغار کی، ۱۸۶۵ء میں تاشقند پر قبضہ کیا اور ۱۸۸۵ء تک پورا ترکستان فتح کرلیا، ۱۹۳۹ء میں مشرقی پولینڈ پر قبضہ کیا اور فن لینڈ پر حملہ کیا، ۱۹۴۰ء میں بحیرہ بالٹک کی ریاستوں کو روس میں ضم کرلیا۔ ترکستان کی مغربی ریاستوں کو جنھوں نے زار کی حکومت ختم ہوتے ہی جمہوریہ کا اعلان کیا ان ریاستوں کو بالشویکوں نے دوبارہ ضم کرلیا۔ ان میں قازاقستان شمالی آذربائیجان، کریمیا قابل ذکر ہیں، اس کے علاوہ کچھ ممالک بظاہر خود مختار ہوتے بھی روس کے باجگزار ہیں، منگولیا، چیکوسلواکیہ، پولینڈ، مشرقی جرمنی، اور روس کے زیر اثر ویت نام، کمبوچیا، کیوبا، بلغاریا، رومانیا، جنوبی یمن، شام اور افریقہ کے متعدد ممالک ہیں جس سے روس کی توسیع پسندانہ ذہنیت کی تائید ہوتی ہے۔

روس نے افغانستان میں اس خیال سے مداخلت کی تھی کہ وہ اس کو دوسری مسلم ریاستوں کی طرح اپنے عظیم سامراج میں ضم کرلے گا مگر جیالے حریت پسندوں کی جانب سے شدید مزاحمت کی وجہ سے اب تک روس کو کامیابی نہیں مل سکی ہے اور وہ روسیوں کے خلاف جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔

ایران اور عراق کی جنگ سے ان حریت پسندوں کی تحریک بھی متاثر ہوئی ایک تو رسد اور ساز وسامان کی سپلائی میں کمی آئی ہے۔ ایران کے ذریعے جو رسد پہونچتی تھی وہ اس لڑائی کی وجہ سے بند ہوگئی ہے روس نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اندرون ملک مجاہدین کے خلاف بھرپور وار کیا، اور باقی ماندہ رسد کے راستوں پر قبضہ کرلیا تاکہ حریت پسندوں کی امداد رک جائے اور وہ حالات سے مجبور ہو کر صلح کرلیں دوسرے اس نے پاکستان سے اپنی سرحدوں کو اسقدر قریب کردی ہے کہ وہ کسی وقت بھی پاکستان میں افغانستان کی طرح مداخلت کرسکتا ہے اور اپنے پروردہ افراد کے ذریعہ یہ کام وہ بآسانی سے لے سکتا ہے۔

دوسری طرف روس کی یہ مجبوری ہے کہ وہ افغانستان سے اپنی فوجوں کو واپس نہیں بلا سکتا ہے کیونکہ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کا شیرازہ پارہ پارہ ہوجائے گا اور بغیر کسی نرمی کے تو اس کے خلاف آواز بلند ہو رہی ہے اور پولینڈ کی ٹریڈ یونینوں کی ہڑتال نے تو اس کی راہ کھول دی ہے اور ان ہی خطرات سے حفاظت کی خاطر مشرقی جرمنی نے پولش افراد پر مشرقی جرمنی میں قوانین داخلہ (Immigration) میں سختی کردی ہے تاکہ پولینڈ (بقیہ صفحہ

(بقیہ صفحہ

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے لہذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپکی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ بیس روپے ارسال فرمایئے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی۔ پی ہی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی۔ پی خرچ Rs. 23/25 کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

کتاب وسنت سے

دست سوال دراز کرنے سے احتیاط اور باعزت طریقہ سے رزق ملنے پر انکار سے احتراز

مولانا سید عبد الحی حسنیؒ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ (ہود۔ ۶)

اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا۔ (بقرہ آیت۔ ۲۷۳)

(اور ہاں تم جو خرچ کروگے تو) ان حاجتمندوں کے لئے جو خدا کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص انکو غنی خیال کرتا ہے اور تم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو (کہ حاجتمند ہیں اور شرم کے سبب) لوگوں سے (منہ پھوڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا۔ (فرقان آیت ۶۷)

اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ وہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ (ذاریات۔ ۵۷-۵۸)

میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں خدا ہی تو رزق دینے والا، زور آور اور مضبوط ہے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مال میں بڑی کشش وحلاوت ہے، جس نے اس کو دل کے استغنا کے ساتھ لیا اس کے مال میں برکت ہوگی اور جس نے اس کو اشراف نفس (لالچ وطمع) سے لیا اس میں برکت نہیں ہوگی، اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی جو کھاتا جاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا، اوپر کا ہاتھ (دینے والا) نیچے کے ہاتھ (لینے والا) سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال میں بڑی کشش ومٹھاس ہے، موسم بہار کے پانی سے جو سبزہ اگتا ہے (وہ ایسا لذیذ ہوتا ہے کہ) اس کو جانور اتنا کھا جاتا ہے کہ پیٹ پھول آتا ہے اور مرجاتا یا مرنے کے قریب ہوجاتا ہے سوائے اس جانور کے جو کھاتا ہے پھر جب پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ دھوپ میں آجاتا ہے جگالی کرتا ہے اور پاخانہ پیشاب کرتا ہے (ہضم کرکے) اور پھر دوبارہ کھاتا ہے (اس سے اس کو نقصان نہیں ہوتا) یہ مال بھی بڑا میٹھا ہے جو اس کو جائز طریقہ سے حاصل کرتا ہے اور پھر صحیح محل میں خرچ کرتا ہے تو اس کے لئے یہ کیا خوب رزق ہے، اور جو اس کو غلط طریقہ سے حاصل کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہوتی ہے جو کھاتا جاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔ (بخاری)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

خدا کی قسم مجھے تمہارے فقر کا اندیشہ نہیں۔ ڈر اس بات کا ہے کہ تم پر دنیا کی ریل پیل کردی جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی، پھر اس کے چکے میں تم ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو اور وہ تم کو آخرت سے ایسے ہی غافل کردے جیسے تم سے پہلے لوگوں کو غافل کیا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روپئے پیسے، جوڑے جامہ کے پیچھے پڑنے والا برباد ہوا، اگر اس کو دیا جائے تو خوش اور نہ دیا جائے تو ناراض۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالک اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انسان کو اگر سونے کی ایک وادی مل جائے تو اس کی خواہش ہوگی کہ اس کو دو وادیاں مل جائیں۔ اس کا منہ تو مٹی ہی بھر سکتی ہے (یعنی موت)۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو عطیہ عنایت فرمایا کرتے تھے، حضرت عمرؓ عرض کرتے کہ اللہ کے نبی! مجھ سے زیادہ جو محتاج ہو اس کو آپ عنایت فرمائیں۔ آپ فرماتے اس کو لے لو، اپنی ملکیت بنالو یا اس کو صدقہ کردو، جو مال تم کو بلا مانگے اور بغیر لالچ کے مل جائے اسکو لے لو اور جو اس طرح نہ ملے اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ تھکاؤ۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اسلام قبول کیا اور ضرورت بھر رزق مل گیا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے قناعت دے دی وہ کامیاب ہوگیا۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو! خدا سے ڈرو اور رزق کی طلب میں اچھا طریقہ اختیار کرو کسی شخص کی موت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک وہ اپنے مقدر کا رزق پورا نہ کرلے، چاہے وہ اس کے حصول میں سستی ہی کیوں نہ برتے۔ سو تم خدا سے ڈرو اور تلاش رزق میں مناسب طریقہ اپناؤ، حلال کو لو اور حرام سے دست کش رہو۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غنی (مالدار) وہ نہیں جس کے پاس مال کی فراوانی ہے بلکہ غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور فرمایا، دنیا میں پردیسی یا راہ گیر کی طرح رہو۔ (بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم دنیا سے بے رغبت رہو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے، لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز رہو لوگ تم سے محبت کریں گے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ میرا مال، میرا مال کہتا رہتا ہے، اس کا مال تو تین ہی چیزیں ہیں، جو کچھ اس نے کھا کے ختم کردیا، یا پہن کر بوسیدہ کردیا، یا کسی کو دیا تو اتنا کہ اس کو غنی کردیا اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ اس کو لوگوں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکیں گے جب تک اس کی عمر کے متعلق نہ پوچھ لیا جائے کہ اس کو کہاں لگایا؟ اس کے علم کے متعلق نہ پوچھ لیا جائے کہ علم سیکھ کر کیا کیا؟ اور مال کے متعلق نہ پوچھ لیا جائے کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور اس کے جسم کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے کہ کن چیزوں میں اس کو لگایا۔ (رواہ)

مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے دیس میں
زندگی گذارنے کا طریقہ

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

——— پیام انسانیت کنونشن منعقدہ ۲۷، ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کی وداعی تقریر جو ۲۸ اکتوبر شب میں قیصر باغ بارہ دری میں کی گئی اور اسی پر جلسہ کا اختتام ہوا ———

★

حضرات! میں اپنی تقریر کا آغاز حضرت جگر مرادآبادیؒ کے ایک شعر سے کروں گا، وہ کہتے ہیں،

عشق ہے پیارے کھیل نہیں ہے
عشق ہے کارِ شیشہ و آہن

پیام انسانیت کی آواز پر آپ حضرات ہندوستان کے مختلف حصوں سے یہاں تشریف لائے، مجھے اس بات کا اقرار ہے اور میرے ساتھیوں کو بھی کہ ہمیں بہت تھوڑا وقت ملا، اس سے کہیں زیادہ مجمع ہو سکتا تھا اور چوٹ کھائے ہوئے دل جو ہندوستان کے گوشے گوشے میں رہتے ہیں اور جن کے لئے ہندوستان ہمیشہ مشہور رہا ہے وہ اتنی بڑی تعداد میں یہاں جمع ہو سکتے تھے کہ لکھنؤ جیسا وسیع شہر بھی شاید ان کے لئے کافی نہ ہوتا، ہمارا دل تو کافی ہو جاتا کہ دل میں بڑی گنجائش ہوتی ہے لیکن شاید شہر میں گنجائش نہ ہوتی، لیکن بہت تھوڑے وقت میں ہم نے دعوت ملک کے مختلف دور دراز حصوں میں پہنچائی اور وہ لوگ آ سکے جن کو خدا نے اس کی توفیق دی، ان کے لئے آسانیاں تھیں اور وہ بے چین ہو گئے، آپ حضرات نے کل سے اس وقت تک جو کچھ منظر دیکھا ہے اس کی وجہ سے مجھے یہ شعر پڑھنا پڑا،

شاید آپ نے انسانوں کی طرح اس ملک میں رہنے اور بسنے کو بہت آسان کام سمجھ لیا، جلسے میں آپ آئے بڑے سکون و اطمینان کے ساتھ آپ نے تقریریں سنیں، اب اپنے اپنے گھر خیر و عافیت کے ساتھ واپس جائیں گے، شاید آپ یہ سمجھیں کہ "پیام انسانیت" کوئی الہ دین کا چراغ ہے جہاں رگڑا کام بنا، یہ نہیں، یہ اسی ملک کی بات نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ دنیا کے ہر ملک ہر شہر میں، بلکہ یہاں تک کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ مکہ اور مدینہ میں بھی جو مسلمانوں کے لئے مقدس ترین شہر ہیں اور ہمارے ہندو بھائیوں کے لئے بھی اس ملک میں کچھ شہر ہیں، ان شہروں میں رہنے کے لئے بھی شیشہ و آہن کی طرح ساتھ رہنا پڑے گا، یہ الہ دین کا چراغ نہیں، آپ نے سمجھا کہ پیام انسانیت کی صدا لگائی گئی اور اتنی دور دور سے لوگ اپنا کرایہ خرچ کر کے یہاں جمع ہو گئے، معاملہ بہت آسان ہے، اب اس ملک میں محبت کی بھائی چارے کی ہوائیں چلیں گی، اب کسی فساد کی خبر سننے میں نہیں آئے گی، میں آپ کو دھوکے میں رکھنا نہیں چاہتا، زندگی زندگی ہے انسان وہی انسان ہے، فطرت انسانی وہی فطرت انسانی ہے جو لاکھوں برس سے خدا نے

دوسرے ملک میں بھی جگہ نہیں ہے، ہمیں اس ملک میں رہنا ہے، روٹھنا ہے اور منانا ہے، گرنا ہے اور اٹھنا ہے، الجھنا ہے اور سلجھنا ہے، ہمیں یہ سب کام کرنے ہیں سارے پاپڑ بیلنے ہیں۔ مگر ہم یہاں رہیں گے اور

ہمارے اندر صبر و ضبط کی طاقت ہونی چاہئے ہمارے اندر اخلاق کی جہانگیری ہونی چاہئے ہمارے اندر یہ صلاحیت ہونی چاہئے کہ دل پر پتھر رکھ سکیں اپنی اس خودداری کو قائم رکھتے ہوئے جس کا اظہار بعض تقریروں

اس انسان کی نسل میں ودیعت فرمائی ہے اور زندگی اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ ہے، ہم فرشتے نہیں ہیں اور اسی لئے ہم کو فرشتوں سے زیادہ اجر ملے گا اور خدا کے یہاں ہم کو شاباشی ملے گی اور پیٹھ ٹھونکی جائے گی اور ہم کو وہ انعام ملے گا جس کو شاید فرشتے بھی رشک کی نگاہ سے دیکھیں کہ ہم گر سکتے ہیں، فرشتے گر نہیں سکتے، ہم ٹھوکر کھا سکتے ہیں، فرشتے ٹھوکر نہیں کھا سکتے، ہم کو غصہ آتا ہے اور سو بار آئے گا، ہزار بار آئیگا لیکن ہم اپنے غصے کو دبانا جانتے ہیں اپنے غصے کو پی جانا جانتے ہیں، اپنے غصے پر پشیمان ہونا جانتے ہیں، ہمیں اسی زندگی کے ساتھ، زندگی کی انہی خصوصیات کے ساتھ ایک ملک میں نہیں، ایک شہر میں نہیں، ایک محلے میں نہیں، گھر گھر رہنا ہے، اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اب غلط فہمیاں نہیں ہوں گی اب شکر رنجیاں نہیں ہوں گی، اب تلخیاں نہیں آئیں گی، اب ہماری تیوری نہیں چڑھے گی، اب ہمارے دماغ پر کوئی ضرب نہیں لگے گی تو وہ اس غلط فہمی کو دور کر لے، ہمیں اس دنیا میں سب کچھ دیکھنا ہے، سب کچھ سننا ہے، اور سب کچھ سہنا بھی ہے، اور پھر بھی ہم نہ انسان سے مایوس ہیں، نہ اپنی فطرت سے، نہ اپنے اس ملک سے، ہم اگر کہیں جانا بھی چاہیں تو نہیں جا سکتے، سیاروں پر ہمارے لئے جگہ نہیں ہے، اور اب آپ سمجھ لیجئے کہ کسی

اسی طرح سے رہیں گے، شہریوں کی طرح شریفوں کی طرح، بھلے مانسوں کی طرح۔

تو اگر آپ اس جلسے کی یہ پر سکون فضا دیکھ کر اور یہ تقریریں جو آپ نے سنی ہیں، ان کو سن کر یہ خیال لے کر یہاں سے جا رہے ہیں کہ اب سب درد دور ہوئے اور سب رنج کافور ہوئے اور اب نہ کسی کی نکسیر پھوٹے گی، نہ کسی کو خراش لگے گی نہ کسی کا دل ٹوٹے گا نہ کسی کو کوئی پریشانی لاحق ہوگی، تو اس خواب و خیال کو دور کر دیجئے اس ملک میں سب کچھ ہو سکتا ہے اور ہوگا اور پھر جب کہ پنبہ و آتش کی بات یعنی آگ بھی ہے اور روئی بھی ہے دونوں رہ سکتے ہیں لیکن اگر آگ کو ہوا دینے والا کوئی ہے اور روئی کو قریب لانے والا کوئی ہے، تو پھر اس کا اطمینان نہیں کہ روئی میں آگ نہ لگے گی، ہمارے اس ملک میں جہاں تعمیری طاقتیں ہیں، جہاں خیر سگالی اور خیر خواہی کی طاقتیں ہیں وہاں مختلف اسباب کی بنا پر تخریبی طاقتیں بھی ہیں وہ اپنا کام کریں گی جیسا کہ ہمارے دوست مولوی عبدالکریم پاریکھ صاحب نے شیطان کا کردار بتایا کہ شیطان دیوار پر گڑ کی ایک انگلی لگا کر کے الگ ہو جاتا ہے ایسی انگلی لگا کر الگ ہو جانے والے بھی اس ملک میں ہیں اور رہیں گے، لیکن ہمیں اپنے دماغی توازن کو درہم برہم نہیں ہونے دینا ہے، ہمیں بچوں کی فطرت اختیار کرنی نہیں ہے،

سے ہوا وہ بھی انسانی جذبات تھے، میں ان کی بھی گنجائش سمجھتا ہوں لیکن بہرحال ہمیں اپنے دل پر پتھر رکھنا پڑے گا، اور پھر اس کے بعد ہمیں ان پتھروں کو موم بنانے کی کوشش کرنی پڑے گی۔

ہمارے سامنے اس سلسلہ میں سب سے اونچا نمونہ خدا کے پیغمبروں کا ہے وہ کس حال میں کس زمانے میں آئے، ایک آدمی ان کی بات سننے کا روادار نہیں تھا، ایک آدمی ان کی بات سمجھنے کے قابل نہیں تھا، انسانوں کی بستی میں معلوم ہوتا ہے کہ جنگل میں آگئے ہیں، درندوں میں آگئے ہیں، کوئی ان کی بولی سمجھنے والا نہیں، چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ ایک پیغمبر کو خطاب کر کے انکی قوم نے کہا کہ "قالوا یا شعیب ما نفقه کثیرا مما تقول وانا لنراك فينا ضعيفا" اکثر آپ کی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں، ہمارے پلے کچھ نہیں پڑ رہا ہے، ہم نہیں جانتے آپ کیا کہہ رہے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ہمارے درمیان سب سے کمزور آدمی ہیں، پھر ہم آپ کی بات کیوں سنیں، لیکن انھوں نے کیا کہا یا اس کی بھی کیا حقیقت ہے کہ پتھر کو چھو جاتا ہے تو سونا بنا دیتا ہے، کیمیا کی بھی کیا حقیقت ہے کہ مٹی کو وہ سونا بنا دیتی ہے انھوں نے انسانوں کو فرشتوں سے اونچا کر دیا، انسانوں میں وہ صبر و ضبط پیدا کیا کہ اگر تاریخ کی متواتر شہادتیں نہ ہوتیں تو

یقین کرنا مشکل تھا کہ انسان اتنا صابر و ضابط ہو سکتا ہے، آپ دیکھیں گے کہ جو ان کے خون کے پیاسے تھے ان کو انھوں نے سینے سے لگایا دل میں جگہ دی اس کے بعد وہ ان پر اپنی جان نچھاور کرنے لگے، لوگ ان کو مارنے کے لئے آتے تھے لیکن ان کا کلمہ پڑھتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوتے تھے، جنھوں نے خون کئے تھے اور جن کی آنکھوں سے اب بھی خون ٹپک رہا تھا، انھوں نے ان کو محبت کا پیغام دیا انھوں نے ان کو اپنے سینے سے لگایا پھر دنیا کیا ہو گئی، دنیا میں کیسی ہوائیں چلنے لگیں، خزاں کے بعد بہار کا دور آیا، باد سموم کے بعد نسیم جانفزا کے وہ جھونکے چلے، آج تک وہ ہم کو محسوس ہو رہے ہیں، میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں بغیر کسی معذرت کے کہ اس وقت بھی جو کچھ دنیا میں خیر ہے اس وقت بھی دنیا میں محبت کا جو کچھ مادہ ہے، اس وقت بھی انسانوں کے دلوں میں جو کچھ روشنی ہے، اس وقت بھی انسانوں کے دلوں پر درد کی چوٹ ہے وہ سب ان پیغمبروں کا صدقہ ہے ہم کتنی ہی ترقی کر جائیں، ہم آسمان پر پہنچ جائیں لیکن پیغمبروں کی سطح پیغمبروں کے صبر و ضبط کی سطح، پیغمبروں کے انسانیت کی سطح پیغمبروں کے رحمت و محبت کی سطح سب سے اونچی ہے اور وہاں پر آسمان سے اوپر ایک نیا آسمان نظر آئے گا۔

دوستو اور بھائیو! تھوڑی دیر میں ہم آپ رخصت ہو جائیں گے جیسے رات کے ستارے ڈھل جاتے ہیں اور شمع کے پروانے ایک دوسرے سے رخصت ہو جاتے ہیں، لیکن یہ پیغام لے کر جائیے کہ آپ کو اس ملک کی تخریب کو تعمیر سے، نفرت کو محبت سے، عداوت کو دوستی سے، بداخلاقی کو اخلاق سے بدلنا ہے۔

یہاں دولت پرستی کا جو روگ لگ گیا ہے اور ہمارے اس درخت کو جو گھن کھاتا چلا جا رہا ہے، پیسے کی حد درجہ بڑھتی ہوئی محبت اس کے لئے آدمی سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہے مجھے ان فسادات کے پیچھے بھی پیسے کی محبت ہی نظر آتی ہے اس کو میری نظر کی کوتاہی کہئے یا کچھ کہئے، مجھے ان فسادات کے پیچھے حسد نظر آتا ہے، تنگ نظری نظر آتی ہے ہمیں ان حقیقتوں کو سامنے رکھنا ہے، خواب و خیال کی دنیا میں احمقوں کی جنت میں رہنا نہیں ہے حقائق کا سامنا کرنا چاہئے، اس ملک میں بیماریاں ہیں، اس ملک کو روگ لگ گیا ہے، اس ملک کے درخت کو گھن کھاتا چلا جا رہا ہے، اس ملک کا معاشرہ فاسد (Corrupt) ہے، اس میں بیسوں ایسی بیماریاں ہیں کہ باہر سے کسی خطرہ کا کوئی خطرہ نہیں، یہ اسکو اندر سے چاٹ جانے کے لئے کافی ہے برگد کا درخت دور سے کھڑا نظر آتا ہے، بڑا شاندار بڑا عظیم، بڑا مہیب، لیکن اندر سے اس کو دیمک چاٹ رہی ہے، ہوا کا ایک جھونکا اس کو گرا سکتا ہے، ہمارا معاشرہ ویسے ہی گھن کھائے ہوئے برگد کے درخت کی طرح ہے، مجھے کہنے کا حق ہے میں اسی ملک کا رہنے والا ہوں، اور بظاہر میری عمر یہیں گذرے گی، میں ایک بار نہیں دس بار نہیں، پچاس بار کہوں گا، اس ملک کے معاشرے کو گھن لگ گیا ہے، اس ملک کو دیمک اندر سے چاٹتی چلی جا رہی ہے میں نے لکھنؤ میں اسی بارہ دری کے ایک جلسے میں کہا تھا، "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ساری حقیقتیں سب صداقتیں مر چکی ہیں، دو حقیقتیں زندہ ہیں، ایک پیسے کی محبت، اور ایک فرقہ وارانہ منافرت" میں ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں اور یہ بھی ایک ڈنکا ہے میرے پاس اگر اس سے زیادہ بلند آواز کا ڈنکا ہوتا تو میں اس سے زیادہ بلند آہنگی کے ساتھ کہتا کہ اس وقت ہمارا ملک سخت خطرہ سے دوچار ہے، قدم قدم پر رشوت دینی پڑتی ہے، قدم قدم پر بداخلاقی کرنی پڑتی ہے، قدم قدم پر انسانیت کو، اپنی خودداری کو پامال کرنا پڑتا ہے، قدم قدم پر غلامانہ ذہنیت اور سیرت کا اظہار کرنا پڑتا ہے، انگریزوں کے زمانے میں ہم اتنے غلام نہ تھے، انگریزوں کے زمانے میں ہمارے جسم غلام تھے، آج ذہن غلام ہے، ہمارا ضمیر غلام ہے، غلامی کی بدترین اور خلاف فطرت قسم وہ ہے کہ بھائی بھائی کا غلام ہو، ایک ملک میں رہنے والے ایک دوسرے پر حکومت کرنے لگیں اور یہ سمجھیں کہ جس کو جو موقع مل جائے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، وہ اپنے بھائی کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو بدیشی حاکم ہندوستانی کے ساتھ کرتے تھے — آج ہندوستانی ہندوستانی کے ساتھ وہ معاملہ کر رہا ہے، کچہری میں وہ معاملہ ہو رہا ہے، کوتوالیوں میں وہ معاملہ ہو رہا ہے، اور افسوس کی بات مجھے معاف کیا جائے، دانش گاہوں اور یونیورسٹیوں میں وہ معاملہ ہو رہا ہے، جو غلامانہ ذہنیت کا آئینہ دار ہے، آج سارا ملک دو کیمپوں میں تقسیم ہے، لوگ کہتے ہیں ہندو اور مسلمان، میں کہتا ہوں ایک حاکم ایک محکوم، ایک گاہک، ایک بیچنے والا، ایک خریدنے والا، حاکم اور محکوم کی مثالیں ہم نے تاریخ میں اتنی پڑھی ہیں کہ ہم بے حیا ہو گئے ہیں، دل سخت ہو گیا ہے، لیکن جب ہم ملک میں دیکھتے ہیں کہ ایک شہری دوسرے شہری پر حکومت کرنا چاہتا ہے، اس کو اس طرح ذلیل کرنا چاہتا ہے جس طرح انگریزوں نے بھی نہ کیا ہوگا، آج جس کی بن آتی ہے، جس کی کمان چڑھی ہوتی ہے، جس کے نشانے پر کوئی آ جاتا ہے تو وہ کوئی کسر نہیں رکھتا، آپ ریلوں کا سفر کریں، ہوائی جہاز کا سفر کریں، پلیٹ فارموں پر انتظار کریں، پارکوں کی بنچوں پر بیٹھیں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کریں ہر جگہ آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ آزاد نہیں ہیں، اس ملک میں عزت کے ساتھ نہیں رہ رہے ہیں، اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ہم کسی ملک سے آئیں اپنے ملک کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی اپنی ذلت کا احساس ہوتا ہے، اس سے بڑھ کر ڈوب مرنے کی کوئی بات نہیں کہ میں یو۔کے (U.K.) میں اپنے کو آزاد محسوس کروں، عزت والا محسوس کروں، امریکہ میں اپنے کو عزت والا انسان محسوس کروں، سعودی عرب میں اپنے کو عزت والا انسان محسوس کروں، اور اپنے دیس میں آ کر پہلے ہی جو واسطہ پڑتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم غلام ہیں، ہم صبر کئے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے، ہم کو آج سب کچھ سہنا پڑیگا سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا، ایرپورٹ پر دیکھئے، پلیٹ فارموں پر دیکھئے کوتوالیوں میں دیکھئے، جہاں جہاں ضرورت پڑتی ہے وہاں آپ دیکھئے، ہر جگہ ہندوستانی کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ابھی آزاد نہیں ہوا اپنے بھائی سے اپنے جسم کے ایک ٹکڑے سے، اپنے ایک ساتھ رہنے والے شہری سے بات نہیں کر رہا ہے، بلکہ آسمان سے اترا ہے، یہ صورت حال طبعی و قدرتی (Natural) نہیں ہے اس کو بدلنا چاہئے۔

یہ "پیام انسانیت" اسی کے اندر محدود نہیں کہ فرقہ وارانہ فسادات نہ ہوں یہ فسادات تو کبھی کبھی ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ہی ہو سکتے ہیں، لیکن جو فساد گھر گھر ہو رہا ہے، وہ فساد جو قدم قدم پر ہو رہا ہے، وہ فساد جو ہمارے اندر برپا ہے، وہ فساد جس سے ہمیں چوبیس گھنٹے واسطہ پڑتا ہے وہ بھی فساد ہے، ہمیں اس فساد سے بھی بچنا چاہئے اور اس فساد کو روکنا چاہئے۔

میرے بھائیو اور دوستو! راستہ بڑا لمبا ہے، اور یہ پھولوں کی سیج نہیں ہے یہ کانٹوں اور انگاروں کی چتا ہے جس پر سے آپ کو گذرنا ہے، میں آپ کو دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا، جب یہاں سے آپ جائیں گے تو محبت کی ہوائیں چل رہی ہوں گی ممکن ہے یہاں سے نکلتے ہی آپ کو کوئی ایسا تلخ تجربہ ہو جہاں آپ کہیں کہ کہاں آ گئے! قدم قدم پر اس کا تجربہ ہو رہا ہے اور یہ سب ہمارا اور آپ کا ہے، قرآن نے کہا ہے، "ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس" خشکی اور تری میں بگاڑ پھیل گیا، کرپشن (Corruption) پھیل گیا ہے خشکی اور تری میں، سمندروں کو دیکھئے، پہاڑ کی چوٹیوں پر دیکھئے، غاروں کے اندر دیکھئے، کرپشن پھیل گیا ہے کہ انسان کی فطرت کا خالق انسان کو بنانے والا کہتا ہے کہ "بما كسبت أيدي الناس" لوگوں کے اعمال کی وجہ سے لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے، ہمارے اعمال میں یہ پیسے کی حد سے بڑھی ہوئی محبت یہ خون کا سفید ہو جانا، خدا سے نہ ڈرنا، انسانیت کا احترام نہ کرنا، انسان کی قدر و قیمت کا نہ پہچاننا ہر انسان کو گاہک سمجھنا، میں کہتا ہوں دفتروں میں لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، جہاں کوئی آدمی کام سے آیا، انھوں نے کہا بڑی موٹی آسامی ہے، بس اب اس سے سب وصول کر لیا جائیگا چاہئے تھا کہ اٹھ کر استقبال کیا جاتا اور کہا جاتا کہ میں یہاں اسی لئے بیٹھا تھا کہ تمہاری سیوا کروں تمہاری خدمت کروں، میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا تھا، کس مصرف کا تھا، تم آئے تم نے مجھے باکار اور قیمتی بنا دیا، کہئے کیا حکم ہے، ہم آپ کی کیا سیوا کر سکتے ہیں؟ آدمی کے دھڑکتے ہوئے دل

اس کی نظر نہیں ہوتی، اس کے مضطرب دماغ پر نظر نہیں ہوتی، اس کی پیشانی پر پسینہ کے قطرے پر نظر نہیں ہوتی، اس کے چہرے پر جو زردی چھائی ہوتی ہے اس پر نظر نہیں ہوتی، اس کی جیب پر نظر ہوتی ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بڑا نوٹ جھانک رہا ہے کہ نہیں، اور ہوشیار آدمی جب اپنا کام کرانے جاتے ہیں تو نوٹ اس طرح رکھتے ہیں کہ کچھ دکھائی دیتا ہے کچھ چھپا ہوا کچھ نکلا ہوا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ میرے پاس "مشکل کشا" موجود ہے، "قاضی الحاجات" موجود ہے، یہ کیا انسانیت ہے، اس انسانیت میں کوئی مزا ہے!۔

حضرات! آپ کا کام بہت مشکل ہے، آپ یہاں سے جائیں گے، شربت کے گھونٹ نہیں، بڑے کڑوے گھونٹ آپ کو پینے پڑیں گے، بڑے صبر وضبط سے کام لینا پڑے گا، میں کیا کہوں، جو کچھ مجھے کہنا تھا میں نے اپنے ناچیز خطبہ میں کہہ دیا کہ انسان میں تو خود ہی کمزوریاں تھیں، ان کمزوریوں کو ہوا دینے کی کیا ضرورت تھی، ہمارے اخباروں کو کیا ضرورت تھی، ہمارے مضمون نگاروں، کالم نویسوں کو کیا ضرورت تھی، ہماری سیاسی پارٹیوں اور لیڈروں کو کیا ضرورت تھی کہ اس مادہ کو (جو تناسب کے ساتھ رکھا گیا ہے) بھڑکائیں اور اس کو مشتعل بنائیں! بھائیو! انسانوں کو اپنی فطرت پر چھوڑ دو، ان کو غصہ بھی آئے گا لیکن تم غصہ دلانے کی بات کیوں کرتے ہو، ان کے اندر کا غصہ، ان کے اندر کا لاوا کیا کم ہے، کہ تم باہر کا لاوا لاتے ہو، ہمیں اس ملک میں پھونک کر قدم رکھنا پڑے گا، ہمیں ہمارے اخبار نویسوں کو، ہمارے سیاسی لیڈروں، ہماری تعلیمگاہوں کے استادوں کو، ہمارے دفتروں کے افسروں کو سب کو یہ سمجھنا ہوگا کہ ہمارا واسطہ ہمارے بھائیوں سے، بیٹوں سے جگر کے ٹکڑوں سے ہے، باہر کے لوگوں سے نہیں ہے، ہمیں کیا شکایت دوسروں سے ہو سکتی ہے جب ہم ایک دوسرے کو ذلیل کرتے ہیں، اور انسان کی عزت بچائے، تف ہے ایسی زندگی پر، لعنت ہے ایسی زندگی پر، کاغذ کا ایک ٹکڑا، یہ پیسہ جس کو ہم نے ڈھالا ہے ہماری عزت بچائے، یہ تو انسانیت کا انتہائی زوال ہے کہ ہمیں اپنے دل کے بجائے جس پر کہ خدا کی تجلیاں نازل ہوتی ہیں، اس دماغ کے بجائے جس نے دنیا کو روشنی سے بھر دیا ہے، دھوکہ اور چالاکی سے، رشوت اور بے ایمانی سے کام لینا پڑے۔

میں تاریخ کا طالب علم ہوں میں نے سیکڑوں ہزاروں حکومتوں کے چراغ گل ہوتے دیکھے ہیں، میں نے ہزاروں فانوس کو دم توڑتے دیکھا ہے، کون سی طاقت ہمیشہ رہی ہے جو آج کسی کی طاقت ہمیشہ رہے گی، کس کا جادو چلا ہے اور چڑھ کر بولا ہے، جو آج کسی کا جادو چلے گا اور چلتا رہے گا، جو چراغ جل رہا ہے وہ بجھے گا اس لئے کہ ہم نے ہزاروں چراغوں کو بجھتے دیکھا ہے، اگر وہ ہزاروں چراغ بجھ سکتے ہیں جن کے لئے ہزاروں فانوس بنائے گئے تھے تو آج کا چراغ کیوں بجھ نہیں سکتا؟

اپنی ہستی کو پہچانو، اپنی حیثیت کو جانو، اپنے خدا کو پہچانو، سمجھ کہ موت اب بھی تمہاری تاک میں کھڑی ہے، آسمان والا اب بھی آسمان والا ہے، اس کے پاس سب آسمانی لشکر ہے، ایک تارے کو توڑ دے تمہارا خاتمہ ہو جائے، اور ستارہ تو بہت دور کی چیز ہے، خود تمہارے اوپر کسی وقت دورہ پڑ جائے، ایک ایٹم بم کا تجربہ کر لو، ایک ہائیڈروجن بم کا تجربہ کر لو، یہی انسانیت جس پر تم کو بڑا ناز ہے، یہ لمبے چوڑے لق ودق ملک جس پر تم کو بڑا ناز ہے، یہ انسانی سوسائٹی جس کے ہر وقت تم گن گاتے ہو، یہ ایک سسکی لے کر ابھی ختم ہو جائے گی، جو چیز رہنے والی ہے اس سے رشتہ جوڑو، اس کو پہچانو۔

میں ایک بات کی اور وضاحت کر دینا چاہتا ہوں، اور اس کو ضروری سمجھتا ہوں، بار بار "پیام انسانیت" کی تحریک کی نسبت میری حقیر ذات کے ساتھ کی گئی ہے، بار بار کہا گیا ہے کہ مولانا نے جو پیام دیا ہے مولانا کی تحریک "پیام انسانیت" میں صاف صاف آپ سے کہتا ہوں یہ میری تحریک نہیں ہے، میری کوئی ہستی نہیں ہے، مجھے خود پیام انسانیت کی ضرورت ہے، کسی وقت غصہ آ جائے کسی وقت میں اپنے حدود سے آگے بڑھ جاؤں آپ مجھے پیام انسانیت دیجئے ــ یہ پیام انسانیت پیغمبروں کا پیام ہے، یہ پیام انسانیت خدا کے ان سچے اور روحانی انسانوں کا پیام ہے، یہ پیام انسانیت حقیقی انسانیت کا پیام ہے، انسانیت پیام انسانیت دے رہی ہے، زندگی پیام انسانیت دے رہی ہے، میری کیا ہستی ہے، آج رہوں کل نہیں رہوں گا، اس چیز کی نسبت میری طرف نہ کیجئے، اس کی نسبت خدا کے پیغمبروں کی طرف کیجئے، تاکہ برکت آئے، اس کی رحمت نازل ہو، اس کی نسبت خدا کے اتارے ہوئے صحیفوں کی طرف کیجئے، تاکہ خدا کے یہاں قبولیت ہو، اس کی نسبت اچھے، اخلاص اور درد مند انسانوں کی طرف کیجئے۔

میں بہت خوش ہوں اور شکر گذار بھی ہوں اپنی طرف سے اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی طرف سے بھی کہ بہت تھوڑے وقت میں، بڑی کمزور آواز پر آپ حضرات اتنی دور دور سے اپنے ضروری کام چھوڑ کر یہاں آئے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ ابھی آس باقی ہے، ابھی انسانیت زندہ ہے، ایک آدمی جو سیاسی لیڈر نہیں، جو کسی کرسی پر بیٹھا ہوا نہیں معمولی درجہ کا خدمتگار کچھ لکھنے پڑھنے والا آدمی، اس کے چند دوست جو اپنا اپنا پیشہ کرتے ہیں اور اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں انھوں نے ایک صدا لگائی، آواز دی اور بلایا اور آپ یہاں آ گئے، یہ آپ کے دل کی آواز ہونی چاہئے یہ صرف ہماری آواز نہیں ہے، اس کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ تک پہونچائیے اور ہندوستانی شہریوں میں صبر وضبط کی عادت ڈالئے، افواہوں پر بے سوچے سمجھے یقین کر لینا ایک ناممکن سے ناممکن بات کو مان لینا بڑی خطرناک بات ہے، الرجی (Alergy) کی ایک نئی قسم ہے۔ انسان ایسا الرجک (Alergic) ہو گیا ہے کہ ذرا سی بات سے اس کے اعصاب متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ فوراً جوش میں آ جاتا ہے، اس عادت کو بدلئے، اتنے بڑے ملک کی امانت اللہ نے ہمارے حوالے کی ہے، اس بار کو اٹھانے اور اسکی حفاظت کے لئے بڑی قابلیت، بڑی لیاقت کی ضرورت ہے، بڑے دل گردے کی ضرورت ہے، بڑے ایمان کی ضرورت ہے، بڑی محنت کی ضرورت

(بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

بمبئی میں
خالص گھی اور
میوہ جات سے بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات
عمدہ ولذیذ
سلیمانی افلاطون
ان کے علاوہ خصوصی پیش کش
ڈرائی فروٹ برفی
ملک کیک • قلاقند • ملائی • برفی • کوکو ملائی برفی
ہر قسم کے تازہ وخستہ
بسکٹ
اور
نان خطائیاں
خریدنے کا قابل اعتماد مرکز
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے نیچے، بمبئی
فون 320059
برانچ: ۳۳ - محمد علی روڈ بمبئی - ۳

یہود کے فن جادوگری پر

معجزاتِ مسیح کا تیشہ

الحاج عبدالکریم پاریکھ۔ ناگپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

"واتبعوا ما تتلوا الشیٰطین علیٰ ملک سلیمٰن ج وما کفر سلیمٰن ولٰکن الشیٰطین کفروا یعلّمون الناس السحرۃ وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروتؕ وما یعلمان من احد حتیٰ یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفرؕ فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہؕ وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ ویتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھمؕ ولقد علموا لمن اشتراہ ما لہ فی الآخرۃ من خلاقؕ ولبئس ما شروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون ○ ولو انھم آمنوا واتقوا لمثوبۃ من عند اللہ خیرؕ لو کانوا یعلمونؑ" (البقرہ ۱۰۲ - ۱۰۳)

(اور انہوں نے اتباع کیا ان باتوں کا جس کا چرچا۔ شیاطین صفت لوگ سلطنتِ سلیمانی کا نام لے کر کیا کرتے تھے۔ یہ کفریہ بات سلیمان نے کبھی نہیں کہی لیکن شیاطین ہی یہ کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے اور ان باتوں کی طرف بھی یہود خوب لپکے ہیں جو شہر بابل میں دو فرشتوں پر اترا ہوا بتاتے تھے اور وہ دونوں تو ایسا علم سکھاتے تھے کہ اول تو کہہ دیتے، دیکھو ہمارا وجود ایک امتحان ہے تو تو کہیں کافر نہ ہو جائیو! بس پھر سیکھ لیتے ان دونوں سے ایک علم، اور اس کا استعمال یوں کرتے کہ جدائی ڈالتے کسی مرد اور اس کی بیوی کے درمیان، اور بغیر اذنِ الٰہی کے یہ لوگ اس ذریعہ سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور کچھ ایسا علم سیکھ بیٹھے جو اُن کے لئے ضرر کا باعث ہے، اور اس میں ان کو نفع مطلق نہیں اور وہ یہ جانتے بھی ہیں کہ جو اس طرح کی جادو کی چیزیں سیکھے گا، آخرت میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں رہا، کتنی بُری چیز ہے جسے خریدنے میں انھوں نے اپنی جان داؤں پر لگادی، اور اگر یہ لوگ ایمان لاتے اور ان بیہودہ باتوں کے (جادو، ٹونے) کے اختیار کرنے کے بجائے تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے یہاں بہتر معاوضہ پاتے، کاش کہ یہ عقل سے کام لیتے)۔

یہود کو خدا نے کتاب کا وارث بنایا تھا، اس کتاب پر عمل کر کے وہ تمام دنیا کے لوگوں پر فضیلت حاصل کر سکتے تھے، مگر، بجائے علم کتاب کے ان بجائے مکار صفت لوگوں نے اور ہلکٹ قسم کے مذہبی پیشواؤں نے جادو منتر کا علم سیکھنا سکھانا جاری کر رکھا تھا، جادو کے متعلق آج تک انسانی معاشرہ میں اچھا خیال قائم نہیں ہو سکا کیونکہ اللہ نے انسان میں سمجھ بوجھ کا جو فطری مادہ رکھا ہے، اور انسان کے لاشعور میں سچائی کا جتنا مخفی عنصر موجود ہے اس کی موجودگی میں روئے زمین پر جادو کا علم چند سفلی قسم کے لوگوں کو چھوڑ کر کسی کے نزدیک بھی فضیلت کی وجہ نہ بن سکا، علم چاہے کسی قسم کا ہو، سائنس، فن طب، علم کلام، جغرافیہ، نفسیات، علم نباتات، حیاتیات وغیرہ جتنے علوم انسان نے آج تک ایجاد کئے ہیں اس میں خدائی رہنمائی سے اسے خوب فضیلت حاصل رہی، اور آج بھی کوئی قوم کسی علم میں آگے بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے تو یہ علم انسانی معاشرے میں ان کے لئے فضیلت اور بڑائی کا سبب بن جاتا ہے، لیکن جادو ٹونے، ٹوٹکے، جھوٹ موٹ جنتر منتر جھاڑ پھونک، وغیرہ کا سفلی علم کبھی بھی انسانی دنیا میں علمی فضیلت کا معیار نہ بن سکا اور عموماً اس طرح کے علوم کے ماہرین دنیا میں بھیک مانگنے والے، مداریوں اور شعبدہ باز لوگوں کی سی ذلیل وخوار زندگی بسر کرتے آ رہے ہیں، مگر انبیاء ورسل کے منبروں پر بیٹھنے والے یہودی علماء نے علم کتاب چھوڑ کر علم سحر سیکھا، یہود کا رجحان جب جادو ٹونے کی طرف ہوا تو عام انسانی معاشرے میں پائے جانے والے سچائی کے وجدان کی نسبت سے ان کے سامنے یہ سوال بار بار آتا رہا کہ اہل کتاب ہو کر یہ کیا ڈھونگ رچا رہے ہو؟ دین ومذہب کی باتیں کرنے والے، کتاب، وحی والہام کے علوم کا چرچا کرنے والے ہو کر جادو کے علوم سے دنیا فتح کرنے نکلے ہو، اس طرح کی آوازیں یہود کے مذہبی تقدس کو اکثر چیلنج کرتی ہوئی سننے میں آتیں۔ اس موقع پر ان مذہبی مداریوں نے ایک اور افسانہ گھڑ نکالا کہ حضرت سلیمانؑ کی ساری سلطنت جادو پر قائم تھی اور یہی زمانہ کے علوم ہمارے پاس ہیں، سلیمانؑ خدا کے پیغمبر تھے اور جادو کے علم سے سلیمانؑ کی پیغمبری میں کوئی نقص نہ آ سکا تو ہم کو یہ علوم سیکھنے سکھانے میں کس کی مجال ہے کہ ناجائز کہہ سکے، اس طرح خود اپنے کالے کرتوتوں کو چھپانے کے لئے بہت سے معاملات میں یہود نے اپنے نبیوں اور بڑے لوگوں کی زندگیوں کو بد اخلاقی کے تارکول سے سیاہ کر دیا، تاکہ آئندہ نسل جب کوئی اعتراض کرے تو کہا جا سکے کہ جناب خدا کے بڑے بڑے بزرگ جب یہ کام کرتے تھے تو ہم تم کو کرنے میں کیا حرج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں حضرت سلیمانؑ کی حیات طیبہ کو صاف طور پر الگ کر کے بتایا کہ جادو، کفریہ علم ہے اور سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا، البتہ جن وشیاطین اور انسان کا ملا جلا معاشرہ پہلی بار حضرت سلیمانؑ کے دور اقتدار میں وجود میں آیا، اس وقت شیاطین اور جنات اور بعض خبیث اپنی دھاک جمانے کو یہ چرچا کرتے کہ سلیمانؑ کو اتنی زبردست قوت ہمارے جادو کے بل پر حاصل ہے، یاد رہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جس طرح انسانوں پر حکومت کی ہے اسی طرح جنات اور شیاطین پر بھی اور ہر ایک سے اسی کی طاقت کی مناسبت سے آپ نے کام لیا ہے، بعض شیاطین سے دیگیں بنوائے جو ہزاروں انسان مل کر نہ بنا سکیں، بعض کو سمندر میں غوطے لگواتے اور زنجیروں میں باندھ رکھتے اور ان سے بڑی بڑی عمارتیں بھی تعمیر کرواتے، اسی طرح زمین پر ایک مرتبہ آدمؑ کی فضیلت پھر قائم ہو گئی کہ خدا نے جو تسخیر کی طاقت انسان کو دی ہے اگر قدرت اس کا ساتھ دے تو وہ اس طاقت سے ساری مخلوق کو قابو میں کر سکتا ہے۔

دوسری بات بابل میں ہاروت وماروت سے متعلق ہے، یہود کا ایک بڑا گروہ بابل کی اسیری کے زمانے میں یہ علم سیکھنے لگا تھا خود اہل کتاب تھے مگر کتاب کو جانتے نہیں تھے، بابل میں جادو کا اتنا زور تھا کہ کسی کی جوان بہو بیٹی کو اپنے ساتھ کر لیتے میں بدکار لوگ اس علم کا استعمال کرتے، یہود اہل کتاب تھے، جادو کا ان پر جب وار ہوا تو وہ گھبرا گئے۔ خدا کی کتاب جانتے نہیں تھے اور نہ اس کی طاقت سے واقف تھے، انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ جادو کا توڑ خود ہمارے پاس کلام الٰہی میں بھی ہو سکتا ہے، لوہے کو لوہا کاٹنے کی کہاوت کے مطابق یہ بھی جادو سیکھنے کی طرف متوجہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے بروقت ان یہود کی رہنمائی کے لئے دو فرشتوں کو بھیج کر ایسا علم ان کے لئے بھیج دیا جو جادو کا توڑ تھا اس طرح پوری قوم جادو کے اثر سے محفوظ ہو گئی مگر یہود نے اسی ہاروت اور ماروت والے علم کو دوسروں کی بہو بیٹیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں لگا دیا اور اس طرح جادو کا توڑ کرنے والا علم ان یہود کے ہاتھوں پڑ کر غلط راہ میں استعمال ہونے لگا، دشمنوں کے شر سے حفاظت کے علم کو ان ظالموں نے گنڈے تعویذ اور دھاگے دوڑے میں سمو کر دوسروں کی بیویوں کو اپنے اوپر عاشق کرنے اور پرائی عورتوں کو اپنے دام فریب پھنسانے میں لگا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت پر انھیں سرزنش فرمائی اور سلیمانؑ وہاروت وماروت کو اس فعل قبیح سے بَری قرار دیا۔

فن جادوگری میں یہود کی دلچسپی تو بابل کی اسیری کے دور میں شروع ہوئی اور جادو میں جب ان لوگوں نے مقامی آبادی سے بھی زیادہ استادی دکھانی شروع کی تو حضرت مسیح کے ۵۳۸ سال قبل شہنشاہ ایران نے یہودی جادوگروں کو ملک بدر کر دیا اور پھر جہاں بھی یہ علماء کرام تشریف لے گئے علم سحر کے تمام نکات عملیات کے طریقے

نیز مشکل و جان لیوا تجربے کرا کے ہر ملک کے عوام کو علوم سحر سے سرفراز فرمادیا۔ بائبل میں بھی ان کی جادوگری کا بیان ہے :-

"تیری جادوگری سے سب قومیں گمراہ ہوگئیں"۔

(مکاشفہ باب ۱۸ آیت ۲۳)

"انھوں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو آگ پر چلوایا اور فال گیری سے کام لیا اور اپنے کو بیچ ڈالا تاکہ خداوند کی نظر میں بدی کر کے اسے غصہ دلائیں اس لئے خداوند اسرائیل سے بہت ناراض ہوا"۔

(سلاطین دوم باب ۱۷ آیت ۱۷-۱۸)

یہودی کتب کے ان حوالوں سے ہی یہ ثابت ہوا کہ جادوگری کے سبب اللہ بنی اسرائیل پر ناراض ہوا، بابل سے اخراج کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک یہود نے علم سحر کو ایک قومی فن بنا دیا، اخلاقیات، دینیات، معیشت و امور سلطنت سے انھیں اب کوئی دلچسپی نہیں رہی۔

بعثت مسیح کے وقت یہود رومی سلطنت کے غلام تھے اور اسی غلامانہ ذہنیت کی جادوگر قوم نے حضرت مسیح کے معجزات کو جادو پر غالب دیکھا تو بگڑ گئی اور قتل مسیح کا پروانہ اپنے آقاؤں سے یعنی رومی عدالت سے لے آئے، اب کسی کو یہ سمجھنے میں دقت نہ ہوگی کہ حضرت کے معجزات تمام انبیاء کے معجزات میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھے اور فن طب میں انسان کی ترقی کے آخری حدود کا تعین اور فن سحر یعنی جادوگری کے توڑ بہت ہی بروقت تھے یہی وہ زمانہ تھا کہ ایک جانب فن طب میں یونانیوں کا زور تھا، دوسری جانب فن سحر میں بنی اسرائیل دنیا کی امامت کر رہے تھے ایسے موقع پر حضرت مسیح کو دی گئی نشانیاں موقع کی مناسبت سے نہایت ہی اہم رول ادا کرنے میں کامیاب تھیں، کوڑھیوں کو درست کر دینا، مادر زاد اندھوں کو بصیرت عطا کر دینا، گونگوں کو گویائی عطا کرنا، حتیٰ کہ باذن الٰہی مردوں کو زندہ کر دینا، یہ معجزات عیسوی اتنے زبردست تھے کہ یونانی فن طب مبہم ہو کر رہ گیا، اور یونانی فن طب تو کیا آج کی ترقی یافتہ ادویات (MEDICINES) (PHARMACEUTICAL) اور سرجری (SURGERY) تک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور نہ آگے بھی کر سکیں گی، اسی طرح پاگلوں کو درست کر دینا، بدروحوں کو نکال باہر کرنا اور آسیب زدہ لوگوں کو چنگا کر دینے سے فن سحر کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی۔

بعثت محمدیؐ کے وقت یہود جب حضورؐ کا مقابلہ دلائل سے نہ کر سکے تو خدا کے آخری نبیؐ پر بھی جادو کا وار کر ہی دیا، مگر یہاں کیا اثر ہونے والا تھا!

قرآن پاک کی آخری دو سورتیں، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا نزول ہوا اور رہتی دنیا تک مسلمانوں کے ہاتھ میں جادو کے توڑ کا قدرتی ہتھیار دیا گیا، اس طرح اس علم سحر کو ادھ مرا کر دیا گیا جو تھوڑی بہت سانس اس میں باقی رہی وہ علوم و فنون میں انسان کی آج کی ترقی نے ختم کر دی، اور اس سفلی علم سے بڑی حد تک ابنائے آدم کو قریب قریب چھٹکارا مل گیا۔

مناسبت مضمون کے لحاظ سے ہم یہاں ایک بات مسلمانوں کے تعلق سے واضح کر دینا چاہیں گے، وہ یہ کہ ہماری شریعت حقہ نے جادو ٹونے کو قطعاً حرام قرار دیا ہے اور اس سفلی علم کا شکار اگر کوئی ہو جائے تو اسے قرآن پاک کی آخری دو سورتیں سورۂ الفلق اور سورۂ الناس کو یاد رکھنا چاہئے جو تمام قسم کے جنتر منتر نیز شیطانی وسوسوں کے مقابلہ میں خداوند قدوس کی قوت قاہرہ کا ایک زبردست مظہر ہیں، کسی بھی شیطانی سازش کے مقابلے میں یہ دونوں سورتیں اہل ایمان کا ایک زبردست ہتھیار ہیں، اور کسی طرح کے جادو ٹونے سے انھیں ڈرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔!!

بقیہ صفحہ ۳ : اداریہ

کی تحریک کا اثر دوسرے کمیونسٹ ممالک پر نہ پڑے۔

کمیونسٹ اور کمیونسٹ نما ممالک ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر کارروائی میں شریک رہے ہیں، چاہے ترکی یا ایران سے سرحدی معاملہ ہو یا ایتھوپیا میں مسلمانوں کے قتل عام کا مسئلہ، یا صومالیہ کے خلاف ایتھوپیا کی امداد کا سوال ہو یا اوگاڈین اور کیپا لا کا زوال، یا مسلمانوں کے قلب میں اسرائیل کا خنجر ہو غرض کہ اس نے ہر معاملہ میں مسلم مفادات کی مخالفت کی ہے، اسی لئے جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اقوام متحدہ اور اسلامی کانفرنس کے درمیان تعاون جاری رکھنے کا ریزولیشن منظور کیا تو اس کے خلاف آواز اٹھانے والوں میں روس، کیوبا، لاوس اور ایتھوپیا سرفہرست ہیں۔

روس مدتوں سے خواب دیکھ رہا ہے کہ ایشیا کو عظیم کمیونسٹ بنا دے اور اسی منصوبہ بندی کے تحت اس نے افغانستان میں مداخلت کی، اگر اس کی افغانستان سے واپسی نہ ہوئی تو اس کی توسیع پسندانہ ذہنیت پورے برصغیر کو اپنے لپیٹ میں لے لیگی اور کوئی بھی ملک آزاد و مختار نہ رہ سکے گا اور برصغیر کا کوئی علاقہ روس کی دست درازیوں سے نہ بچ سکے گا، نہ مذہب نام کی کوئی چیز باقی رہے گی اور نہ اخلاق، نہ مسجد رہے گی نہ مندر۔

(ح - م)

سوداگر مکسچر کے اسپشلسٹ

عباس علاءالدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY. 3.
Tele : Add. CUPKETTLE
Phone SHOP: 862220
RESI : 378054

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

۴۴۔ حاجی بلڈنگ، ایس، وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

سید حبیب الحق ندوی ڈربن یونیورسٹی جنوبی افریقہ

معمار حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز

اسلامی نشاۃ ثانیہ کے شرائط؛ شکستہ مثلث کی تاسیس و تعمیر

حرف آغاز :

پہلی محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۸۰ء[1] کو اسلامی کلنڈر چودہ صدی ہجری کا تاریخی سفر طے کر کے پندرہ صدی کے مدار میں داخل ہو گیا ہے۔ چودھویں صدی کو الوداع کہنے اور پندرھویں صدی ہجری کے استقبال کی تیاریاں سارے عالم اسلام نیز مسلم اقلیات میں ہوئیں۔ اسلامی نشاۃ ثانیہ کے غلغلے مچ رہے ہیں، ایک طرف جہاں العودۃ الی الاسلام (رجعت الی الاسلام یا یدت) یعنی اصل اسلام کی طرف واپسی کی دعوت دی جا رہی ہے وہاں دوسری طرف حیات اسلامیہ کے ہر شعبہ کو تعلیم ہو یا معاشیات و اقتصادیات، تجارت ہو یا معیشت و زراعت، قومی معاملات ہوں یا بین الاقوامی سیاسیات اسلامیانے (ISLAMISATION) کی تحریکات مقبول ترین ہوتی جا رہی ہیں۔ ساتھ ہی اسلام کے خلاف مغربی مولفین یا مستشرقین کی تالیف کردہ زہر آلود کتب کو مسترد کر کے خالص اسلامی نقطہ ہائے نظر سے تالیف کردہ لٹریچر کا وافر مواد فراہم کرنے کی اسکیم جاری ہے تاکہ ہمارے طلبا اور مفکرین مغربی کتب کے مطالعہ سے بے نیاز ہو کر مسلم مفکرین اور اسکالرز کی تحقیقات پر اعتماد کر سکیں۔ توقع ہے کہ دو صدیوں کا یہ سنگم امت اسلامیہ کے لئے فال نیک ثابت ہوگا، اور اس نئی صدی میں، صدیوں کے استعماری استحصال سے زخم خوردہ امت مسلمہ جانبر ہو سکے گی۔ ادیان عالم اور تاریخ کے صفحہ پر بظاہر اسلام ۶۱۰ء (تاریخ نزول وحی) میں دینی، اخلاقی اور علمی انقلاب کی حیثیت سے طلوع ہوا لیکن ۶۱۰ء نہ تو اسلام کی ابتدا کی تاریخ ہے نہ اس کی پیدائش کا دن ہے۔ یہ تاریخ دراصل اسلام کے تکمیل کی تاریخ ہے اور جو تحریک حضرت آدم سے حضرت مسیح تک چلتی رہی اس کے اختتام کا دن تھا۔ انبیاء کرام بنی نوع انسان کو خدا کے آگے غیر مشروط خود سپردگی کی دعوت دیتے رہے۔ آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوت کے خاتم تھے۔ اس لئے آپ کا لقب خاتم الانبیاء ہے۔ مستشرقین چونکہ ہمیشہ اسلام کی پیدائش کا دن و تاریخ آنحضرتؐ کی پیدائش سے متعین کرتے رہے ہیں اس لئے وہ نہ صرف اسلامی دعوت و تحریک کو سمجھنے سے قاصر رہے بلکہ اسلام کو کبھی عربی مذہب کبھی انڈین مذہب اور کبھی مسیحیت و یہودیت کا چربہ قرار دیا۔ یہودیوں نے حضرت عزیر کو ابن اللہ قرار دیا تو مسیحیوں نے حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ بنا دیا ضرورت تھی کہ توحید کو شرک و تحریفات سے پاک کیا جائے۔ اس فریضہ کی ادائگی کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اتمام دین و شریعت کا پیغام لائے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً"۔

چونکہ اسلام کی آخری کڑی علمی انقلاب کی کڑی تھی اس لئے "اقرأ باسم ربک" (پڑھو اپنے رب کے نام سے) کے پیغام کے ساتھ انقلاب کی ابتدا ہوئی روح و مادہ کے درمیان عدم توازن قائم تھا، عالمی زہاد و مرتاک نے ترک دنیا، ترک لذات کی بنیاد پر کلچر کی بنیاد رکھی، عقل پرستوں نے انکار وحی پر اپنے کلچر کی اساس قائم کی۔ انبیاء کرام کلچر کی بنیاد وحی پر قائم کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے دین و دنیا اور روح و مادہ کی تفریق کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ قرآن کریم نے دین و دنیا دونوں کی صلاح و فلاح کی تعلیم دی "ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار" بلکہ یہی آیت اسلامی تحریک کا منشور یا منی فیسٹو قرار پایا۔ خدا اور رسول سے براہ راست رابطہ پیدا کرنے اور روح و مادہ کی تفریق کو ختم کرنے کے بعد نہ جنریشن گیپ (GENERATION-GAP) - باقی رہا نہ تجردی زندگی (LONE-LINESS) - رہی اور اسلام مجموعۂ عبادات کے بجائے ایک نظام حیات بن گیا، جس میں عبادات ایک اہم حصہ ہیں۔

تاریخی سفر کی چودہ منزلیں :

آنحضرتؐ کی ولادت ۲۰ اگست ۵۷۰ء کو ہوئی اور ۴۰ سال بعد ۱۲ اگست ۶۱۰ء کو نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسلامی دعوت کا آغاز تین سال بعد (۶۱۳ء) شروع ہوا۔ ادھر دعوت توحید کا آغاز ہوا ادھر مظالم اور جور و جفا کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ جس نے ہجرت حبشہ (۶۱۵ء) پر مجبور کیا۔ بنو ہاشم توحید پرستوں کے خلاف معاشی، ازدواجی اور سماجی بائیکاٹ پر اتر آئے (۶۱۶ء) تائید غیبی ساتھ تھی۔ دعوت اسلام ۶۲۰ء میں مدینہ پہنچ گئی۔ معراج کا عظیم تاریخی واقعہ ۶۲۲ء میں پیش آیا، جو درحقیقت نہ صرف ہجرت کا پیش خیمہ تھا بلکہ اسلام کے مستقبل کی سربلندیوں اور کامرانیوں کا مقدمہ بھی تھا۔ بنو اسمٰعیل کے عروج اور بنی اسرائیل کے زوال کا اعلانیہ تھا۔ بیعت عقبہ اولیٰ (۶۲۱ء) اور بیعت عقبہ ثانیہ (۶۲۲ء) نے جو اہل مدینہ اور آنحضرت صلعم کے درمیان ہوئی، اسلام کی فتح و فیروزمندی کا نشان ثبت کر دیا۔ ہجرت کا معروف تاریخی واقعہ ۱۲ دسمبر ۶۲۲ء کو پیش آیا جب آنحضرتؐ اشارہ الٰہی پر مکہ سے مدینہ ہجرت فرمانے پر مجبور ہو گئے۔ اس ہجرت سے اسلامی کلنڈر کا آغاز ہوتا ہے اور یہی تاریخ مدینہ کے اسلامی کامن ویلتھ کا سرکاری کلنڈر قرار دیا گیا۔ آنحضرتؐ نے ۶۳۲ء میں حجۃ الوداع کا معروف خطبہ پیش کیا جو بنی نوع آدم کے لئے دستور حیات کا درجہ رکھتا ہے اور جو حقوق انسانی کا منشور ہے اور اسلامی قوانین کی اساس بھی۔

مدینہ کا یہ اسلامی کامن ویلتھ تاریخ کے سفر پر چل پڑا۔ خلفائے راشدین ۶۳۲ء تا ۶۶۱ء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشد و ہدایت کو زندہ و جاوید رکھا۔ بعد کے آنے والے حکمرانوں نے بھی اپنی کوتاہیوں کے باوجود پیغام توحید کو سینوں سے لگائے رکھا۔ بنو امیہ (۶۶۱ء - ۷۵۰ء) ہوں یا بنو عباس (۷۵۰ء تا ۸۶۱ء نیز ۸۶۱ء تا ۹۴۵ء) یا اندلس کے عرب حکمراں (۷۱۱ء تا ۱۴۹۲ء) یا مسلمانان ہند (۷۱۱ء - ۱۸۵۷ء) سب دعوت محمدیؐ کے چراغ کو تیرہ و تار دور میں بھی روشن رکھا۔ غزوہ بدر (۶۲۴ء) کے بعد سے اسلامی دعوت کے خلاف جو تحریک شروع ہوئی تھی وہ ہنوز قائم ہے اور شاید تا ازل قائم رہے گی۔

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات

اسلامی کلچر کی فصیلیں (FRONTIERS) علم کے زریں تاروں سے ہمیشہ گھری رہیں۔ یقیناً اللہ نے وعدہ کیا کہ اللہ اہل ایمان اور اہل علم کے درجات بے حد بلند کرے گا۔ اس طرح واضح کر دیا گیا کہ امت مسلمہ کی بقا اور نشاۃ ثانیہ (RENAISSANCE) کا مجرب فارمولا ایمان ہے۔ ایمان علم کے بغیر اور علم بغیر ایمان کے ناتمام ہیں۔ وحی کی پہلی پانچ آیتیں (۱) اقرأ باسم ربک الذی خلق (۲) خلق الانسان من علق (۳) اقرأ وربک الاکرم (۴) الذی علم بالقلم (۵) علم الانسان ما لم یعلم۔ امت مسلمہ کے وجود کی تکوینی علامتیں ہیں۔ عربی کے ہم حرفی صیغہ امر (اقرأ) سے امت

---

[1] اسلامی کلنڈر اور مسیحی کلنڈر میں توافق نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ ایک نیا کلنڈر تیار کیا جائے، پروفیسر حمید اللہ (پیرس) نے ۱۹۶۷ء میں مستشرقین کی بین الاقوامی کانگریس منعقدہ ۱۹۶۷ء (ان آربر، مشی گن امریکہ) میں اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی تھی کانگریس نے تجویز سے اتفاق کیا اور نئے کلنڈر کی تیاری پر اتفاق ہو گیا ہے۔

کی تشکیل ہوئی۔ علم کلچر کے اساسی صفات میں ہے۔ تقابل ثقافت کا طالب علم باخبر ہے کہ علم کی سرحد تک پہنچنے میں قوموں کو صدیوں کی منزلیں طے کرنی پڑی ہیں۔ لیکن اسلام کی تاریخ ہی علم کے کلیدی جملہ (اقرأ) سے ہوئی۔ ان پانچ آیتوں کے بعد وحی کا سلسلہ سال ڈیڑھ سال تک بند رہا۔ دوبارہ جب سلسلہ شروع ہوا تو پہلی آیت پھر علم یعنی ریسرچ و تحقیق سے متعلق تھی۔ یعنی آیت "ن والقلم وما یسطرون" نازل ہوئی۔ قلم ایک طرف جہاں تحریری وعقلی جہاد کا عظیم آلہ ہے وہاں خالق اور مخلوقات کی صفات کو آشکارا کرنے کا ذریعہ بھی۔ معراج کی رات آنحضرت صلعم نے ملأ اعلیٰ پر جو آواز سنی وہ بھی قلم کی آواز تھی (سمعت صریر القلم) مسلمانوں کو طلب جاہ اور دولت کی دعائیں نہیں سکھائی گئیں، بلکہ اضافہ علم کی دعا سکھائی گئی "رب زدنی علماً" آج بھی اللہ کا وعدہ سچا ہے کہ وہ اہل ایمان اور اہل علم کو کامرانی و فیروزمندی کی امکانی بلندیوں تک لے جائے گا۔

تحصیل علم کے لئے نہ ماہ وسال کی قید رہی نہ اسکول و مدارس اور جامعات کی میعاد تعلیم۔ پیغمبر اسلام نے مہد سے لحد تک تحصیل علم کا حکم دے کر "اطلبوا العلم من المھد الی اللحد" علم کو قید زمان سے آزاد کر دیا نیز علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت کا فریضہ ہے" طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ "انسانی معاشرہ ہمیشہ مرد کے زیر تسلط رہا ہے، جہاں عورت کی انفرادیت و شخصیت کی نفی ہوتی رہی ہے اور حصول تعلیم کو ان کے فرائض منصبی سے خارج تصور کیا گیا ہے۔ اسلام نے عورت کی ذات وصفات کو پُرنور و پُربہار بنانے کے لئے تحصیل علم کو فریضہ قرار دیا۔ بعض مذاہب میں تعلیم کا حق صرف اعلیٰ نسلی طبقہ یا حکمراں جماعت کا پیدائشی حق تھا۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے طبقہ کے لئے تحصیل علم جرم تھا اور یہ جرم سزائے موت کے مترادف تھا۔

انھیں اسلامی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ ساری کائنات مومن ومسلم کے لئے ایک وسیع وعریض لائبریری یا ریسرچ روم بن گیا؛ جہاں خالق کی ذات وصفات (علم الالٰہیات) کے متعلق تحصیل علم کے ساتھ ساتھ مخلوقات "علم الانسان والکائنات" کا علم بھی جزو ایمان قرار پایا۔ مسلم معاشرہ میں عالم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ متبرک ہو گئی اور علم تھر ایمان کا کلس بن گیا "العلم ذروۃ الایمان" (حدیث) اسلامی کاموں ولتھ کی سرحدوں سے جہل اور افلاس فکر کو خارج کر دیا گیا۔ چودہ سو سالوں کی اسلامی تاریخ اس امر کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ مسلم علماء و مفکرین نے دنیا کے تاریک گوشوں کو نور علم سے منور کر دیا۔ مسلم اسپین تاریک یورپ کا معلم بن گیا اور بارہویں اور ستر ہویں صدی کی مغربی نشاۃ ثانیہ کا ذمہ دار بھی۔ یہ بات قابل تاسف ہے اور لائق صد حسرت بھی کہ وہی اقرأ کی امت جو کبھی عالم تھی اور معلم بھی آج مغربی علوم وثقافت کی غلامی میں اس طرح اسیر ہوئی ہے کہ اپنی ذات وصفات تک کھو بیٹھی ہے اور امام کی جگہ مقتدی بن کر اپنی انشائی اور تخلیقی ذات کو تقلیدی غلامی میں مدغم کرنے پر قانع ہو گئی۔ اقتدا اور امامت کا فرق اظہر من الشمس ہے۔

ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون :-

مغربی علوم نے بڑی ترقی کی ہے اور کر رہی ہے۔ اہل مغرب نے بحر وبر کے جگر چاک کر ڈالے۔ فضاؤں کے دوش پر سوار ہو کر کائناتی لہروں کو زیر کر لیا۔ سائنس کی معلومات عقل وخرد کو خیرہ کرتی جا رہی ہے۔ ان تمام بدیہی حقائق کے باوجود مغربی علم کائناتی علوم (PHYSICAL) کی سرحد سے آگے نہ بڑھ سکا اور ماورائی معلومات (METAPHYSICAL) سے قطعی محروم ہو گیا۔ وہ علم کیا جو مرئیات (SEEN) کی سرحد سے غیر مرئیات (UNSEEN) کی سرحد کو نہ چھو سکے، جو علم حقیقی کا مصدر اصلی ہے۔ ایسا علم ادھورا ہے اور ناتمام بھی۔ یہ علم جہل کے مترادف ہے۔

اسلامی فلسفہ تعلیم کی ابتدا إقرأ (پڑھو) سے ضرور ہوئی لیکن اس کے ساتھ باسم ربک" (اپنے رب کے نام سے) کی قید لگا دی گئی، تاکہ علم ماورائی مدار سے اور خالق کائنات کے محور سے روگردانی نہ کر سکے۔ ماورائی علم کا انکار دراصل علم حقیقی کا انکار ہے۔

ایسا علم نافع نہیں ہو سکتا۔ آج مغربی علوم کا سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ اس کے ہاتھ سے باسم ربک کی ڈوری چھوٹ گئی ہے۔ اس بے مہار علم کا نتیجہ ہے کہ آج بحر وبر میں فساد ہے اور انسانی معاشرہ میں قتل، سلب ونہب کے سوا کچھ نہیں۔ سانپ بچھو کے بل میں، شیر وچیتے کے ماں میں بھی آج امن ہے لیکن انسانی آبادی امن سے خالی ہے۔ حیوان مفترس بھی اپنے ہم جنسوں کا خون اس طرح نہیں کرتا جس طرح انسان اپنے ہم جنسوں کا کر رہا ہے۔ یہ بے مہار علم کا نتیجہ ہے کہ انسان نے خدا کی وفات (GOD IS DEED) کا اعلان کر کے انسان کو خدا کا تمام مقام قرار دے دیا۔ اب انسانی معاشرہ میں صرف انا ربکم الاعلیٰ (میں تیرا بڑا رب ہوں) کی جنگ جاری ہے۔ اس لئے فرد فرد اور قوم قوم کے خون کی پیاسی ہے۔ خدا کی یا خالق کی تجہیز وتکفین کا یہ منطقی نتیجہ تھا۔ نادان انسان حقیر علم کا مالک ہو کر (وما اُوتیتم من العلم الا قلیلا) اس کے سوا کچھ کر بھی کیا سکتا ہے۔ دو عالم گیر جنگوں میں جو کچھ ہوا دنیا نے دیکھا اور اب تیسری عالم گیر جنگ کی تیاریاں مشرق اوسط یا توحیدی سرزمینوں میں کی جا رہی ہیں۔ کائنات کے ٹھیکیدار انا ربکم الاعلیٰ کے دعویدار جنگی جیسے مشرق اوسط (مڈل ایسٹ) اور خلیج فارس (پرشین گلف) کے قریب لگا رہے ہیں۔ طبل جنگ اور مبارزت کی صدائیں سنی جا رہی ہیں۔ امت مسلمہ کے قلب میں جوہری توانائی کے آتشیں شعلے جب لپک اٹھیں گے تو قدرت کا غضب بھڑک اٹھے گا۔ اس بربادی میں مومن کی قید رہے گی نہ کافر کی۔ مومن پر اس امر کی ذمہ داری ضرور ہو گی کہ اس نے الحادی علوم کے مقابلہ میں توحیدی علوم کی اشاعت وحفاظت کیوں نہیں کی اور علم وریسرچ کے میدان سے ہارے ہوئے سپاہی کی طرح کیوں بھاگا؟ اور یرفع اللہ الذین آمنوا الخ کی آیت کریمہ سے کیوں غفلت برتی؟ کیا حقیقی اور جوہری علم سے آراستہ امت غیر حقیقی اور عارضی علوم رکھنے والی اقوام کے برابر ہو سکتی ہے؟ چودہ صدی ہجری کے خاتمہ اور پندرہویں صدی ہجری کے آغاز کے موقع پر یہ سوالات سب سے اہم ہیں اور محتاج حل بھی۔

اسلامی نشاۃ ثانیہ کے شرائط؛ شکستہ مثلث کی تاسیس وتعمیر۔

دو صدیوں کا سنگم شگون نیک وبد دونوں ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار امت مسلمہ کے تعقل وتفکر اور تدبر پر ہے، اگر ماضی کی ناکامیوں سے سبق حاصل کر کے مستقبل کو روشن کرنے کی سعی کی گئی تو یہ نیک شگون ہے اور اگر خواب غفلت میں رہ کر مغربی تقلید ونقالی اور اعتذار کے مرض کو طول دیا گیا تو یہی فال بد ہے۔

یہ بات لائق ستائش وتحسین ہے کہ امت مسلمہ اور بالخصوص اس کی نوجوان اور نو دمیدہ نسل انقلاب کے لئے کسمسا رہی ہے کروٹ بدلنا چاہتی ہے۔ اس کو سہارے کی ضرورت ہے۔ اگر مناسب سہارا ملا تو پُربہار نشاۃ ثانیہ جنت بداماں ثابت ہو سکتی ہے آج ہر سمت رجعت الی الاسلام کے غلغلے بج رہے ہیں۔ مگر رجعت کس طرح ممکن ہے؟ کیا کسی نئے نسخے کی ضرورت ہے؟ نہیں وہی پرانا نسخہ۔ قرآنی نسخہ۔ آج بھی امت کی حیات نو اور نشاۃ ثانیہ کی ضمانت کے لئے کافی ہے۔ اللہ نے ترقی کے لئے ایمان اور علم کی شرط لگائی تھی جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ قرآن نے شروع سے آخر تک ایمان کے ساتھ عمل کے کلیدی رشتہ "ان الذین آمنو وعملوا الصالحات الخ" پر زور دیا ہے۔ ایمان، علم اور عمل ایک مستحکم مثلث کی مانند ہیں۔ جس کے تینوں زاویے قوت وقیمت کے اعتبار سے مساوی ہوتے ہیں۔ یہ قدیم فارمولا یعنی ایمان، علم، عمل۔ فیروزمندی وکامرانی اور نشاۃ ثانیہ کا مؤثر فارمولا ہے، ایمان علم کے بغیر اس طرح نامکمل ہے جس طرح علم عمل کے بغیر۔ آج امت مسلمہ کے زوال کے اسباب کی سراغ رسانی جاری ہے اور دنیا کے بڑے بڑے دماغ اس کے عوامل ومحرکات پر کتابیں لکھ رہے ہیں۔ ان تالیفات کے انبار میں اس مثلث کی طرف اشارے کی ضرورت تھی۔

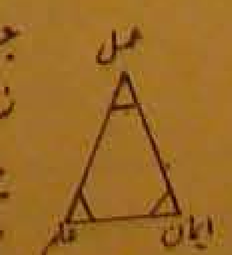

جب ایمان اور علم کو عمل کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے تینوں زاویے مساوی قوت وقیمت کے مالک ہوتے ہیں۔ آج امت مسلمہ کا المیہ یہی ہے کہ اس مثلث کی گرفت ہاتھ سے جاتی رہی۔ اس کی تاسیس وتجدید ہی نشاۃ ثانیہ کی ضمانت دے سکتی ہے۔ اس مثلث کی تاسیس کا

سب سے بڑا نادہ یہ ہوگا کہ نئی نسل کے اندر اسلام کے شاندار ماضی میں اعتماد پیدا ہوگا، جو نشاۃ کی پہلی شرط ہے۔ تابناک ماضی کا تصور ہی تابناک حال اور شاندار مستقبل کی تخلیق کا حوصلہ پیدا کرتا ہے، جن قوموں کے سینوں میں اس حوصلہ کی چنگاریاں بجھ جاتی ہیں وہ قوم خود بھی مردہ ہو جاتی ہے۔ اس اعتماد کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی مفکرین کے کارناموں سے پردہ اٹھایا جائے۔ استعماری قوتوں نے گزشتہ کئی صدیوں سے عالم اسلام پر سیاسی اقتدار کے دوران میں، اسلامی تاریخ اور علوم اسلامیہ کو مسخ کیا ہے اور نوجوان مسلم نسل کو سبق پڑھایا ہے کہ اسلام کی روایات یونان وروما اور جدید یورپ سے ماخوذ ہیں اور انھیں کی رہین منت بھی ہیں۔ اس افلاس فکر نے ہماری نسل کو ایک طرف جہاں احساس کمتری کے دلدل میں پھنسا دیا وہاں دوسری طرف اسلام، اسلامی روایات اور شاندار ماضی سے اعتماد کلی کو ختم کر دیا۔ عالم اسلام سے تمام علمی ذخائر، کتب و دستاویزات لوٹ کر اہل فرنگ یورپ لے گئے اور اپنے کتب خانوں اور میوزیم کی زینت بنا کر ان سے استفادہ کرتے رہے اور مسلمانوں کو مغربی ثقافت کی کاربن کاپی (CARBON COPY) بنا کر چھوڑ دیا، جو آزادانہ فکر سے محروم اور علمی اقدام سے مجبور ہو گئے۔ ستم تو یہ کہ فرنگی عالم اسلام میں دو طبقے پیدا کر کے چلے گئے۔ ایک طبقہ تو وہ ہے جو اسلام پر حملے کی جرأت وجسارت میں سبقت لے گیا اور دوسرا طبقہ فلسفہ اعتذار (APOLOGY) کا سرخیل بن گیا۔ اسے اسلام کے نام سے شرم آنے لگی۔ اسکول، کالج اور جامعات میں مسیحی اور یہودی مؤلفین کی زہر آلود کتب، انسائیکلوپیڈیا، جرائد ورسائل اور صحف کو پڑھنے کے بعد امت مسلمہ کی نئی نسل اسلام کے خلاف حملہ کرنے کی عادی ہو گئی۔ عالم اسلام میں اب تک ایسے دلدل موجود ہیں جنمیں ہمارے نوجوان پھنسے سسکیاں اور ہچکیاں لے رہے ہیں۔ ان کو سہارے کی ضرورت ہے اور ہمت وحوصلہ کی بھی۔ دو صدیوں کے اس سنگم کے موقع پر یہ حوصلہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔

دو صدیوں کا سنگم اور یادگار تقریبات کا فلسفہ :-

عالم اسلام اور مسلم اقلیات میں چودھویں صدی ہجری کو الوداع کہنے اور آنے والی پندرہویں صدی کا خیر مقدم کرنے کی پرتپاک تیاریاں ہوئیں۔ ان تقریبات اور جشن ہائے نو بہ نو کے فلسفہ پر تدبر کی ضرورت ہے۔ آیا یہ تقریبات اور جشن نوروز کی طرح آنی جانی ہیں یا ان کے ذریعہ امت مسلمہ کو عقلی اور علمی وفکری دلدل سے نکال کر اسلام کے نشاۃ انگیز اور پُربہار دور میں داخل کیا جائے۔ ہر ذی ہوش اور مفکر آخر الذکر تجویز کو ترجیح دیگا۔ سوال یہ ہے کہ یورپ کا بھوت کس طرح اُتارا جائے اور اس آسیب فرنگی کو جو صدیوں سے عقلی وثقافتی زندگی پر مسلط ہے کس طرح دفع کیا جائے؟ کیا دعا وتعویذ یا پرجوش تقاریر اس آسیب کو بھگانے کے لئے کافی ہیں یا ان کے طریقے مختلف ہیں؟ مغرب میں مادی زندگی کی صلاح وفلاح کے لئے جو مفید اقدامات یا معلومات ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں ان کا انکار مقصود نہیں۔ اسلام مادی زندگی کا انکار نہیں کرتا بلکہ قرآن کی دعا کا پہلا حصہ ہی "ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ (الٰہی دنیاوی زندگی کے حسنات سے بہرہ ور فرما) ہے۔ مقصود یہ ہے کہ مادہ پرست علوم میں روحانی علوم کی آمیزش اس طرح کی جائے کہ علوم مادیہ بھی علوم نافعہ کی فہرست میں شامل ہو جائیں اور اس کے ناخدا ترس اثرات دور ہو جائیں۔ اسلامی فلسفہ تعلیم میں اچھی چیزوں کو قبول کرنے اور بری چیزوں کو ترک کرنے (خذ ما صفا ودع ما کدر) کی ہدایت موجود ہے نیز ہر اچھی چیز کو مومن کی متاع گم شدہ قرار دیا گیا ہے " الحکمۃ ضالۃ المومن" روحانی اقدار سے مبرا ونا خدا ترس علم، علم نہیں حجاب اکبر ہے۔

ضرورت ہے کہ دو صدیوں کے سنگم کے میمون موقع پر امت مسلمہ کے اندر قرآن کا فلسفہ تاریخ اور تصور مواخذہ پیدا کرایا جائے تاکہ وہ محاسبہ نفس پر آمادہ ہو اور قوموں کے عروج وزوال کے روحانی فلسفہ پر غور کر سکے اور اسلامی ادب ولٹریچر کا وافر ذخیرہ فراہم کر سکے تاکہ یورپ کے اسلام دشمن مستشرقین کی تالیفات کے زہر سے اسکی نئی نسل محفوظ ہو سکے۔ ضرورت ہے کہ مسلم اسکالرز اسلامی انسائیکلوپیڈیا تیار کریں۔

تاریخ اسلام پر نئی کتب شائع کریں۔ اسلامی اور مسیحی کلنڈر کے تفاوت کو دور کریں۔ تاریخ اسلامی، سیرت وسوانح کا مسخ شدہ مواد مسترد کر کے خالص اسلامی نقطۂ نظر سے نیا لٹریچر تیار کریں۔ ضرورت ہے کہ علوم اسلامیہ کے دیگر میدانوں میں بھی تبدیلی لائی جائے۔ آباء واجداد کے علمی وسائنسی کارناموں کو اُجاگر کیا جائے۔ حیات اسلامیہ کے ہر گوشہ سے متعلق اتنا مواد فراہم کیا جائے کہ مسیحی اور یہودی کتب کے مطالعہ سے نجات مل جائے۔ اسکے لئے جانکاہ محنت کی ضرورت ہے اور ایک ایسے آفاقی اسلامی پریس کی ضرورت ہے جو ان ادبیات کا ذخیرہ طبع کر سکے، جس طرح یورپ میں لوزاک (LUZ AC) ای۔جی۔ برل (E.G. BRILL) یا دیگر بین الاقوامی مطابع اسلام دشمن ادب کی اشاعت میں مصروف ہیں اسی طرح ہمارے ہاں اسلامی ادبیات کی اشاعت کے لئے ایک اسلامی پریس کی ضرورت ہے۔ شعر اور نقد وادب پر بھی کماحقہ توجہ دینے کی حاجت ہے۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہجرت میں قربانی کی پوشیدہ روح کو آشکار کیا جائے۔ اخوت واتحاد اسلامی کی روح کو بیدار کر کے تعاون باہمی کے ذریعہ پان اسلامزم کی فضا ہموار کی جائے۔ یورپ وامریکہ میں اسلامی جامعات کھولی جائیں تاکہ اسلام کے خلاف تحریکات کے سیلاب کو روکا جائے کیونکہ یہ سیلاب مغربی سرزمین سے اٹھ رہا ہے اور اسلامی سرزمین سے آثار اسلامیہ کو مٹا رہا ہے۔

انھیں خطوط پر مشتمل ایک میمورنڈم راقم الحروف نے اسلامی کانفرنس جدہ کے سکریٹری جنرل کی خدمت میں ۲۶ر اگست ۱۹۷۷ء مطابق ۱۰ر رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ کو پیش کیا تھا۔ مسلم اقلیات کی پہلی بین الاقوامی کانفرنس، منعقدہ لندن (جولائی ۱۹۷۸ء) میں جب راقم الحروف کو بین الاقوامی ہجرہ کمیٹی میں شرکت کی دعوت دی گئی تو وہاں بھی یہی تجاویز کمیٹی کے سامنے پیش کی گئیں۔ یہ تجاویز کتابی شکل میں شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں۔ خدا ہمیں ایمان علم اور عمل کی دولت سے سرفراز فرمائے اور عمل کی توفیق عطا کرے اور اس گروہ سے نجات دے جو اسلامی محاسن پر خوشنما تقریر وتحریر کے تو عادی ہیں مگر عملی میدان میں احکام اسلامیہ کی نفی کرنے میں بھی ماہر ہیں۔ یہی گروہ امت کا سب سے خطرناک گروہ ہے۔

اسلامی نشاۃ کے لئے مراکز تحقیق کی ضرورت :-

مندرجہ بالا مقاصد کی تکمیل کے لئے مراکز تحقیق ریسرچ سنٹر اور اعلیٰ پیمانے کے انسٹی ٹیوٹ کی ضرورت ہے۔ اسلامی افکار کی ترویج اور تالیفات اسلامیہ کی اشاعت اس کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ ادارے قومی بین الاقوامی اور انفرادی سطح پر کام کر سکتے ہیں۔ انھیں مقاصد کے پیش نظر ایک معیار ریسرچ سنٹر کی بنیاد راقم الحروف نے جامع باواڈ میں ۱۹۶۲ء میں رکھی۔ اس سنٹر کے ماتحت امریکی جامعات جرج اور سناگان میں اسلام پر لکچرز دئے گئے۔ مقالات وکتب کی تالیف شروع ہوئی اور یروشلم کے زیر عنوان مقالات کا ایک سلسلہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے پندرہ روزہ تعمیر حیات میں شروع کیا گیا۔ مختلف موضوعات پر یہ تحریری سلسلہ جاری ہے۔ اکیڈمیا کا سہ ماہی ریسرچ جرنل زیر عنوان اسلامک پرسپکٹیوز (ISLAMIC PERSPECTIVES) انگریزی زبان میں شائع کیا گیا تاکہ ان خیالات کی سو سکے۔ تالیفات کا سلسلہ جاری ہے اور متعدد اہم پراجکٹ زیر تکمیل ہیں۔ بعض طبع ہو چکیں اور بعض زیر طبع ہیں۔

سرزمین رنگ وبو لکھنؤ کے مسحور کن عطریات

شمامۃ العنبر | زعفرانی حنا

کارخانہ

محمد سلیمان محمد یوسف پرفیومرس

یوسف بلڈنگ نادان محل روڈ لکھنؤ (انڈیا) سے طلب کریں

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں

مطالعہ کی میز پر

پرانے چراغ حصہ دوم مع تکملہ سینے کے داغ، از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ضخامت ۴۲۱ صفحات، طباعت آفسٹ مجلد قیمت: پچیس روپیہ
ملنے کا پتہ: مکتبۂ فردوس مکارم نگر (برولیا) لکھنؤ

مولانا ابوالحسن علی ندوی کے قلم کا شاہکار "پرانے چراغ" کا حصہ اول جب ادبی حلقوں میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا، مولانا دریابادی مرحوم کی زندگی میں شائع ہو گیا تھا اور انھوں نے اس پر تبصرہ اپنے مخصوص رنگ میں صدق جدید میں فرمایا تھا اس کا حصہ دوم ہر لحاظ سے حصہ اول کا نقش ثانی اب شائع ہوا ہے اور اس نے پہلے ہی حصہ کی طرح اردو کے دنیاتی وسوانحی ادب میں انتہائی گرانقدر اضافہ کیا ہے۔

اس حصہ میں مولانا نے کمال یہ کیا ہے کہ چھوٹے بڑے عنوانات قائم کر کے ہر ایک کے تحت صرف چار چار شخصیتوں کا ذکر بڑے دل کش اور البیلے انداز میں کیا ہے۔ پہلے عنوان ہندوستان کے چند اہل کمال مشاہیر رجال کے تحت مولانا محمد علی جوہر، نواب صدر یار جنگ، حبیب الرحمٰن خاں شروانی، مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر ذاکر حسین خاں کا ذکر ہے۔ دوسرے عنوان چند بزرگ شخصیتوں کی زینت الحاج مفتی امین الحسینی (فلسطین) مولانا مسعود علی ندوی، مولانا عبد الباری ندوی اور مولانا محمد سلیم کی (مدرسہ صولتیہ) کے تذکروں سے ہے۔ تیسرا عنوان "نامور ادیب وانشا پرداز" جو ادبی حیثیت سے دوسرے حصوں پر کھلی ہوئی فوقیت رکھتا ہے۔ مولانا عبد الماجد دریابادی، پروفیسر رشید احمد صدیقی، چودھری غلام رسول مہر (ایڈیٹر انقلاب) مولانا ماہر القادری (صاحب فاران) کے بارہ میں ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف کا ذوق ادب پختگی کی کتنی منزلیں طے کر چکا ہے۔ چوتھا عنوان "چند علماء کبار" ہے اس فہرست میں مولانا عبد الشکور فاروقی، شیخ بہجۃ البیطار (دمشقی) جن کے نام کے ساتھ مرتب نے علامہ کا اضافہ اپنے جذبۂ بے اختیار کے تحت فرمایا ہے کہ مولانا عبد العزیز میمن اور مولانا محمد اویس ندوی نگرامی شامل ہیں، پانچواں عنوان چند محترم احباب ومعاصرین جن میں صوفی عبد الرب ایم اے، مولانا سید ابوبکر غزنوی، مولانا عبد السلام قدوائی ندوی اور مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ آخر الذکر مضمون کا توازن مولانا کے کمالات کے اعتراف کے ساتھ ان پر شستہ انداز میں تنقید کے ساتھ خاص طور سے قابل داد ہے گو اس کا اندیشہ ہے کہ ان کے غالی معتقدین اور متشدد مخالفین دونوں اس مضمون پر تیوری چڑھائیں گے۔ آخری اور چھٹا عنوان جسے اصل کتاب کا تکملہ قرار دیا گیا ہے، سینہ کے داغ ہے اس میں مولانا کی ان چار عزیز اور محبوب شخصیتوں کی عکس کشی کی گئی ہے جنھوں نے داغ مفارقت دے کے مولانا کے سے صابر وضابط شخص کو بھی کہنا چاہئے ہلا کر رکھ دیا ہے اور مولانا کا قلم ان مضامین میں سرتاسر مصور غم حال وقال دونوں کے اعتبار سے نظر آتا ہے۔ اس فہرست میں مولانا سید ابو الخیر امۃ اللہ تسنیم صاحبہ (مولانا کی خواہر محترمہ) محمد میاں حسنی (مولانا کے ہونہار صاحب قلم بھتیجے) اور مولوی اسحاق جلیس ندوی مدیر تعمیر حیات (مولانا کے چہیتے شاگرد ومرید) شامل ہیں۔

کتاب کا حصہ اول حضرت مرتب کے اندازہ سے کہیں بڑھ کر مقبول وکامیاب ہوا۔ اور ان کی دوسری بہت سی بلند پایہ اور بھاری علمی وتحقیقاتی تصانیف سے بھی زیادہ اسے ہند وپاکستان کے ادبی ودینی دونوں حلقوں میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ اردو کے مشہور نقاد اور دنیاتی ادب میں دو گراں قدر مجموعہ ہائے مضامین "گنج ہائے گرانمایہ" اور "ہم نفسان رفتہ" کے مصنف پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی نے اس کتاب پر ایک ذاتی خط میں جو مصنف کے نام تھا، اظہار رائے کرتے ہوئے یہ مہرانہ داد دی کہ "پرانے چراغ" کے آپ کی اول درجہ کی تصنیف ہونے میں کوئی شک نہیں۔ وہ آج زندہ ہوتے تو یقیناً اس دوسرے حصہ کی داد اس سے بھی بڑھ کر دیتے۔ اس مجموعہ کی ایک خوبی اور ندرت یہ بھی ہے کہ اس سے ان حضرات خصوصاً اکثر اکابر کے ذکر کے ساتھ خود مرتب کتاب کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں خصوصاً ان کے علمی وتصنیفی کاموں پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے اور اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان حضرات کو ان ہونہار تذکرہ نگار سے کتنا قلبی تعلق تھا۔ اکثر مضامین میں ان اکابر کے خطوط بھی بڑے پُر معلومات قسم کے درج ہیں جن سے ان مضامین کی افادیت کئی گنی بڑھ گئی ہے۔

کتاب کی ادبی خوبیوں کی تفصیل ایک مستقل مقالہ کی محتاج ہے صرف ایک ٹکڑے کو بطور نمونہ کے پیش کیا جاتا ہے، ناظم دار المصنفین مولانا مسعود علی ندوی کے خاتمہ پر ان کی زندگی کے آخری زمانہ کی سراپا عبرت کی حالت کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

"عبرت کی بات یہ ہے کہ جو لوگ دور دور سے ان کی مجلس میں شریک ہونے کے لئے آتے تھے اور اس کو اپنا بڑا اعزاز اور لطف زندگی سمجھتے تھے انھوں نے وہ راستہ چلنا چھوڑ دیا جہاں ان پر مولانا کی نظر پڑ سکتی تھی اور وہ ان کو بلا سکتے تھے، شمع کے سب پروانے شمع کی آب وتاب ختم ہونے کے بعد منتشر ہو گئے وہ اکثر اوقات تنہائی میں گزارتے دار المصنفین کے کارکن اور وہی نیازمند ان کے پاس بیٹھتے جن کا اس اصول پر ایمان وعقیدہ تھا کہ

ما قصۂ سکندر ودارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر ووفا مپرس

آخر یکم شعبان ۱۳۸۵ھ (۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء) کو بزم شبلی کی یہ شمع بھی آخری طور پر بجھ کر رہ گئی۔"

(ص ۱۱۳،۱۱۰)

کتاب اردو کے دنیاتی وسوانحی ادب میں انتہائی گراں قدر اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا علی میاں کو اپنی دینی وعلمی کتابوں کے مصنف کی حیثیت سے جو شہرت پہلے سے حاصل چلی آ رہی ہے۔ اس کتاب اور اس کے پہلے حصہ کی بدولت ان کا شمار اردو کے صف اول کے ادیبوں میں بلا تامل کیا جا سکتا ہے اور انھیں اپنے والد ماجد مولانا سید حکیم عبد الحی صاحب گل رعنا اور اردو ادب میں اپنے استاد معنوی مولانا شبلی نعمانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی مسند ادب کا پورا اور صحیح وارث قرار دیا جا سکتا ہے۔

ملت اسلامیہ کا سفر: جناب ڈاکٹر محمد شرف الدین صاحب ساحل
صفحات ۶۲ ۱۸×۲۲ کتابت وطباعت معیاری۔ قیمت: تین روپے
ناشر: اسٹوڈنٹس اسلامک موومنٹ آف انڈیا ناگپور۔

مصنف نے عہد رسالت سے لے کر ختم چودہویں صدی ہجری کی اسلامی تاریخ کا خلاصہ پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے مختصر سے کتابچہ میں ہر چھوٹی بڑی تحریک اور تاریخ کے اتار چڑھاؤ کا جائزہ نہیں لیا جا سکتا تاہم بڑی حد تک ایک نظر میں گزشتہ چودہ سو سال کی ایسی تصویر سامنے آ جاتی ہے جو پڑھنے والے میں ذوق جستجو پیدا کر سکتی ہے۔ اس کتابچہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ مؤلف نے کسی اسلامی تحریک پر تنقید کرنے سے گریز کیا ہے اور مفید انداز میں پیش کیا ہے اس کتابچہ کی تیاری میں جلال الدین سیوطی، مولانا شبلی نعمانی، شاہ معین الدین احمد ندوی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا تقی الدین ندوی، ڈاکٹر طٰہٰ حسین، سید امیر علی، احمد حسن زیات، ماہنامہ "معارف" "خزانہ" "تحریک اسلامی" نمبر وغیرہ تاریخی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

تعمیر حیات کی توسیع اشاعت
میں
حصہ لیجئے

۲۲۲
۴۱۰،۷۳

آزاد مسلم ریاستیں
۱۵ ویں صدی ہجری کے آغاز پر

نمبر شمار	ملک	دار الحکومت	کل آبادی	مسلم آبادی	فیصد مسلم	رقبہ (مربع میل)	کس ملک کا قبضہ تھا کب آزاد ہوا	زراعت	صنعت	معدنیات	دیگر	سالانہ آمدنی	تعلیم کا تناسب
۱	آئیوری کوسٹ	ابیدجان	۴۵۰۰۰۰۰	۲۶۲۳۰۰۰	۵۵	۱۲۴،۵۰۳	فرانس ۱۹۶۱ء	کافی، کوکو، کیلا، کپاس، اناناس، چاول۔	-	ہیرے، مینگنیز	جنگلات، ربڑ	۱۵ ارب ڈالر	۲۰ فیصد
۲	اپر وولٹا	واگادوگو	۵۹۰۰۰۰۰	۳۲۳۵۰۰۰	۵۵	۱۰۵،۸۶۹	فرانس، ۵ اگست ۱۹۶۰ء	کپاس، چاول، مونگ پھلی، غلہ، مکئی	-	مینگنیز، سنا، ہیرے	-	۵ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر	۷ فیصد
۳	اردن	عمان	۲۹۲۰۰۰۰	۲۷۸۹۰۰۰	۹۵	۳۷،۲۹۷	برطانیہ کی مدد سے مختار حکومت کا قیام ۱۹۲۱ء	غلہ، سبزیاں، پھل، زیتون	کیمیکل، پلاسٹک، سیمنٹ	پوٹاش، فاسفیٹ	-	۲۵ کروڑ ڈالر	۳۲ فیصد
۴	افغانستان	کابل	۱۸۸۰۰۰۰۰	۱۸۶۱۲۰۰۰	۹۹	۲۶۰،۰۰۰	-	کپاس، مکئی، گیہوں، پھل	ٹیکسٹائل، قالین، چمڑے کے کوٹ	تانبہ، سیسہ، گیس، کوئلہ، زنک، لوہا	اون، کھالیں	۱۲ کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر	۸ فیصد
۵	البانیہ	ترانہ	۲۳۲۰۰۰۰	۱۶۲۲۵۰۰	۷۰	۱۱،۱۰۰	۱۹۱۲ء، ۱۹۲۰ء میں جمہوریہ کا قیام	غلہ، مکئی، گیہوں، کپاس، تمباکو، پھل	کیمیکل، کھاد، ٹیکسٹائل	کوئلہ، کرومیم، تانبہ، لوہا، تیل	جنگلات	۲۰ کروڑ ڈالر	۷۵ فیصد
۶	الجزائر	الجزیرہ	۱۶۲۹۰۰۰۰	۱۵۹۵۳۴۰۰	۹۸	۹۱۹،۹۵۱	فرانس ۱۹۶۲ء	غلہ، مکئی، آلو، زیتون، تمباکو	شراب، سگریٹ، لوہا، ٹیکسٹائل، کھاد	تیل، لوہا، سیسہ، پارہ، کوئلہ، تانبہ، گیس	کارک، جنگلات	۵ ارب ۵۰ کروڑ ڈالر	۲۶ فیصد
۷	انڈونیشیا	جکارتہ	۱۳۱۷۱۲۵۰۰	۲۵۱۲۸۳۵۰	۹۵	۷۳۵،۲۶۸	نیدرلینڈ، ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء	چاول، مکئی، ناریل، چائے، گنا	خشک غذا، ٹیکسٹائل، بجلی کا سامان	ٹن، تانبہ، کوئلہ، تیل، بکسائٹ	ربڑ، ماہی گیری	۱۰ ارب ۵۰ کروڑ ڈالر	۶۰ فیصد
۸	ایران	تہران	۳۱۹۶۰۰۰۰	۳۱۳۲۰۸۰۰	۹۸	۶۳۶،۲۹۳	برطانیہ وروس کی مدد سے رضا شاہ کا اعلان بادشاہت جنوری ۱۹۲۶ء	غلہ، چاول، پھل، گنا، کپاس	لوہا، پیٹرو کیمیکل، سیمنٹ، شکر، قالین	تیل، گیس، کوئلہ	اون، کھالیں	۴۴ ارب ۵۰ کروڑ ڈالر	۳۷ فیصد
۹	بحرین	منامہ	۳۴۰۰۰۰	۳۳۶۶۰۰	۹۸	۲۳۱	برطانیہ، ۱۴ اگست ۱۹۷۱ء	پھل، سبزیاں	تیل، ایلومینیم، جہاز سازی	تیل، گیس	-	ایک ارب ۲۸ کروڑ ڈالر	۵۰ فیصد
۱۰	بنگلہ دیش	ڈھاکہ	۸۱۳۱۶۵۱۷	۷۰۶۱۹۰۳۹	۸۵	۵۵،۱۲۶	۱۵ دسمبر ۱۹۷۱ء	پٹ سن، چاول	ٹیکسٹائل، سیمنٹ، جوٹ، کھاد	گیس، تیل	جنگلات	۲۸ کروڑ ۸۰ لاکھ ڈالر	۲۵ فیصد
۱۱	پاکستان	اسلام آباد	۷۹۸۲۱۰۰۰	۷۷۱۲۳۴۰۰	۹۷	۳۴۲،۷۵۰	برطانیہ، ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء	چاول، گندم، کپاس، تمباکو، گنا	ٹیکسٹائل، سیمنٹ، کاغذ، کیمیکل، کھاد	لوہا، کوئلہ، جپسم، نمک، تیل، گیس	اون، ماہی گیری	ایک ارب ۷۰ کروڑ ڈالر	۲۵ فیصد
۱۲	ترکیہ	انقرہ	۴۲۲۴۰۰۰۰	[illegible]	۹۹	۳۰۱،۳۸۰	خلافت عثمانیہ کا قیام ۱۲۵۲ء	تمباکو، میوہ، کپاس، زیتون، گنا	ریشم، ٹیکسٹائل، لوہا، جوتے، فرنیچر، سیمنٹ، کاغذ	تانبہ، کرومیٹ	اون، ریشم، جنگلات	۳ ارب ۴۰ کروڑ ڈالر	۵۵ فیصد
۱۳	تنزانیہ	دار السلام	۱۴۷۶۰۰۰۰	۹۵۹۴۰۰۰	۶۵	۳۶۳،۷۰۸	۲۶ اپریل ۱۹۶۴ء	سیسل، کپاس، کافی، چائے، تمباکو	غذائی اشیاء، کپڑے	ہیرے، سونا، نمک، ٹن	ماہی گیری	۷۵ کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر	۱۸ فیصد
۱۴	تونس	تونس	۵۵۶۴۰۰۰	۵۲۸۵۸۰۰	۹۵	۶۳،۳۷۸	فرانس، ۲۰ مارچ ۱۹۵۶ء	گنا، کوکو، کافی، پھل، کیلا	تیل، سیمنٹ	فاسفیٹ، تیل	-	۳ ارب ڈالر سالانہ	۹۰ فیصد
۱۵	ٹوگو	لومے	۲۱۷۰۰۰۰	۱۱۹۳۵۰۰	۵۵	۲۱،۸۵۳	فرانس، ۲۷ اپریل ۱۹۶۰ء	کافی، کوکو، ناریل، کپاس	ٹیکسٹائل، جوتے	فاسفیٹ	-	۱۸ کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر	۱۰ فیصد
۱۶	جنوبی یمن	عدن	۱۶۳۰۰۰۰	۱۵۳۸۵۰۰	۹۵	۱۱۲،۰۰۰	برطانیہ، ۳۰ نومبر ۱۹۶۷ء	کپاس، غلہ	جہاز رانی	-	-	۱۰ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر	۱۵ فیصد
۱۷	چاڈ	فورٹ لامی	۳۹۵۰۰۰۰	۳۳۵۷۵۰۰	۸۵	۴۹۵،۷۵۲	فرانس، ۱۱ اگست ۱۹۶۰ء	کپاس	-	یورینیم	-	۱۴ کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر	۷ فیصد
۱۸	داہومی	پورٹو نوو	۳۰۳۰۰۰۰	۱۸۱۸۰۰۰	۶۰								
۱۹	سعودی عرب	ریاض	۹۱۶۵۰۰۰	۹۱۶۵۰۰۰	۱۰۰	۸۷۳،۰۰۰	-	کھجور، گندم، جو، پھل	تیل کی مصنوعات	تیل، گیس، چاندی، سونا، لوہا	-	۷ ارب ۶۰ کروڑ ڈالر	۱۵ فیصد
۲۰	سوڈان	خرطوم	۱۸۳۴۴۰۰۰	۱۴۷۲۵۰۰۰	۸۵	۹۶۷،۴۹۱	مصر، [illegible]	گوند، کپاس، مونگ پھلی، چاول، مکئی، کافی، گنا، تمباکو، گندم، کھجور	ٹیکسٹائل، خشک غذا	کرومیم، سونا، تانبہ	جنگلات	۵۴ کروڑ ۱۰ لاکھ ڈالر	۱۹ فیصد
۲۱	سیرالیون	فری ٹاؤن	۲۷۱۰۰۰۰	۱۷۶۱۰۰۰	۶۵	۲۷،۹۲۵	برطانیہ، ۲۷ اپریل ۱۹۶۱ء	کوکو، کافی، کولا، انجیر	ٹیکسٹائل کی مصنوعات	ہیرے، لوہا، بکسائٹ	ماہی گیری	۱۵ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر	۱۵ فیصد
۲۲	سینیگال	ڈکار	۴۳۲۰۰۰۰	۴۱۰۳۹۵۰	۹۵	۱۰۰	فرانس، ۱۸۹۳ء	مونگ پھلی، مکئی، چاول	خشک غذا، کیمیکل، سیمنٹ	فاسفیٹ	ماہی گیری	۴۵ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر	۱۰ فیصد
۲۳	شام	دمشق	۷۱۲۰۰۰۰	۶۱۹۳۳۰۰	۸۷	۷۱،۴۹۸	فرانس، ۱۷ ستمبر ۱۹۴۱ء	کپاس، غلہ، زیتون، پھل، سبزی	تیل کی مصنوعات، ٹیکسٹائل، سیمنٹ، شیشہ سازی، شکر	تیل، فاسفیٹ، جپسم	اون	ایک ارب ۴۰ کروڑ ڈالر	۴۰ فیصد
۲۴	صومالیہ	موگادیشو	۳۰۹۰۰۰۰	۳۰۹۰۰۰۰	۱۰۰	۲۴۶،۱۵۵	برطانیہ، ۲۶ جون ۱۹۶۰ء	گنا، کیلا، گوند	-	لوہا، جپسم، یورینیم	ماہی گیری	۸ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر	۵ فیصد
۲۵	عراق	بغداد	۱۰۷۷۰۰۰۰	۱۰۲۳۱۵۰۰	۹۵	۱۷۲،۰۰۰	برطانیہ، ۱۹۳۲ء	نقد، چاول، کھجور، کپاس، تمباکو	ٹیکسٹائل، خشک غذا، سگریٹ، تیل صاف کرنا، سیمنٹ	تیل، گیس	-	۳ ارب ۲۰ کروڑ ڈالر	۲۶ فیصد
۲۶	عمان	مسقط	۷۵۰۰۰۰	۷۵۰۰۰۰	۱۰۰	۸۲،۰۰۰	-	کھجور، پھل، سبزیاں، گندم	-	تیل	-	ایک ارب ۴۰ کروڑ ڈالر	۵۰ فیصد
۲۷	قطر	دوحہ	۰۰۰	۹۰۰۰۰	۱۰۰	۴،۰۰۰	برطانیہ، یکم ستمبر ۱۹۷۱ء	-	-	تیل	-	۲ ارب ۴۰ کروڑ ڈالر	۱۰ فیصد
۲۸	قمر جزائر	مرونی	۲۹۰۰۰۰	۲۷۵۵۰۰	۹۵	۶۹۳	فرانس، ۶ جولائی ۱۹۷۵ء	دنیلا، جمیل، پھل	خوشبویات	-	-	۹۰ لاکھ ڈالر	-
۲۹	کویت	کویت	۹۳۰۰۰۰	۹۳۰۰۰۰	۱۰۰	۷،۷۸۰	۱۹ جون ۱۹۶۱ء	-	تیل کی مصنوعات	تیل، گیس	-	۱۰ ارب ۲۰ کروڑ ڈالر	۵۵ فیصد
۳۰	کیمرون	یاؤندے	۶۳۰۰۰۰۰	۳۵۴۰۰۰۰	۵۵	۱۸۳،۵۶۸	فرانس، یکم جنوری ۱۹۶۰ء	کوکو، کافی، مونگ پھلی، پام، چپس، تمباکو	ایلومینیم	تیل	جنگلات، ربڑ	۸۰ کروڑ ۴۰ لاکھ ڈالر	۱۲ فیصد
۳۱	گنی	کوناکری	۴۳۱۰۰۰۰	۴۰۹۳۵۰۰	۹۵	۹۴،۹۲۵	فرانس، ۱۹۵۸ء	کیلا، اناناس، چاول، مکئی، کافی، شہد	-	بکسائٹ، لوہا، ہیرے	-	۶ کروڑ ڈالر	۱۰ فیصد
۳۲	گنی بساؤ	بساؤ	۵۲۰۰۰۰	۳۶۴۰۰۰	۷۰	۱۳،۹۴۸	پرتگال، ۱۰ ستمبر ۱۹۷۴ء	مونگ پھلی	-	بکسائٹ، تیل	-	ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ڈالر	-
۳۳	گیمبیا	بنجول	۵۱۰۰۰۰	۴۳۳۰۰۰	۸۵	۴،۰۰۳	برطانیہ، ۱۸ فروری ۱۹۶۵ء	مونگ پھلی، چاول	-	-	-	۹ کروڑ ڈالر	۱۰ فیصد
۳۴	لبنان	بیروت	۲۸۸۰۰۰۰	۱۵۸۴۰۰۰	۵۷	۴،۰۱۵	یکم ستمبر ۱۹۲۰ء	پھل، زیتون، تمباکو، سبزیاں	خشک غذا، ٹیکسٹائل، لوہا، سیمنٹ، تیل کی مصنوعات	لوہا	-	ایک ارب ۳۰ کروڑ ڈالر	۸۶ فیصد

محمد کریم اللہ خاں

دِل کی کہانی، دِل کی زبانی

غالب فرماتے ہیں :-

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت
درد سے بھر نہ آئے کیوں

شاعر مجھے دل کہتا ہے اور حکیم ڈاکٹر مجھے قلب کے نام سے پکارتے ہیں چاہے آپ نے شاعروں سے میرے بارے میں کچھ بھی سنا ہو، میں ایسی کوئی رومانٹک چیز نہیں ہوں اگر کسی عاشق کے سینے میں دھڑکوں تو دل ہوں اور کسی مریض کے سینے میں دھڑکوں تو قلب ہوں، بہرحال جو کچھ بھی ہوں میں اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔

میرا وزن تقریباً ۱۲ اونس ہوتا ہے اور انسانی جسم کے بیچ میں معلق رہتا ہوں، میری لمبائی تقریباً ۶ انچ اور چوڑائی چار انچ ہوتی ہے۔ درحقیقت میں ایک انتہائی کارگر پمپ ہوں جو پیدائش سے لے کر دم آخر تک خون کو جسم میں رواں رکھتا ہوں۔ ہر روز میں تقریباً ۶۰،۰۰۰ میل کی لمبائی والی خون کی نالیوں (ـــــ) میں خون پمپ کرتا ہوں اور کوئی مشین پمپ ایسا کام کرے تو ایک دن میں ۴۰۰۰ گیلن کی ٹنکی بھری جا سکتی ہے۔ انسانی زندگی کے ۷۵ سال کے عرصہ میں خون کی جملہ مقدار جو میں پمپ کرتا ہوں اگر اس کو جمع کیا جائے تو اس کا وزن ۳۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ٹن ہوتا ہے اس لئے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے کیسے بنایا ہے۔ مجھ سے امید کی جا سکتی ہے کہ میں انسانی جسم میں ۷۰ سال تک بغیر کسی آرام کے کام کرتا رہوں، لیکن یہ بات تھوڑی سی مبالغہ آمیز ہے۔ میں بھی آرام کرتا ہوں اور صرف دو دھڑکنوں کے بیچ میں جس کا وقفہ صرف 3/5 سکنڈ ہوتا ہے۔ میری نارمل رفتار ۷۲ فی منٹ ہوتی ہے اور دوران نیند یہ ۵۵ فی منٹ تک گر جاتی ہے۔ ان سب باتوں کے بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ تھوڑی سی احتیاط برتیں اور میرا خیال رکھیں تو آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اگر خدانخواستہ ۴۵ یا ۵۰ سال کی عمر میں آپ کو کچھ تکلیف بھی ہو جائے تو پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ حسب ذیل باتوں کا خیال رکھئے تو میں آیندہ ۲۰ یا ۲۲ سال تک بغیر کسی تکلیف کے آپ کا ساتھ دیتا رہوں گا۔

۱۔ آپ اپنا وزن کم کریں اور عمر و جسمانی ساخت کے مطابق رکھیں۔ آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ انسانی جسم میں ایک پونڈ چربی کی وجہ سے ۲۰۰ میل لمبائی کی (CAPILLARIES) کا اضافہ ہو جاتا ہے اور مجھے ان میں خون پہونچانا پڑتا ہے، اس لئے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وزن کا بڑھنا کتنا بُرا ہوتا ہے۔ اپنے وزن کو کم کرنے کے لئے دوا کا استعمال ہرگز نہ کریں اور ہمیشہ خیال رکھیں کہ غذا کم استعمال ہو۔

۲۔ آپ اپنی جسمانی حرکات اور اس کی رفتار کو کم کر دیں کسی حالت میں بھی ریل یا بس کو پکڑنے کے لئے نہ دوڑیں، سیڑھیوں پر بھاگ کر نہ چڑھیں اور کھانے کے فوراً بعد کسی قسم کی جسمانی بھاگ دوڑ نہ کریں۔

۳۔ آپ کوئی بھی دماغی کام اس وقت کریں جب کہ دماغ تازہ ہو اور جیسے ہی تکان محسوس کریں کام روک دیں، اس طرح اپنی صلاحیت کا بہترین استعمال کر سکتے ہیں۔

۴۔ آپ ہمیشہ اپنے احساسات اور جذبات کو قابو میں رکھیں کیوں کہ غصہ کی وجہ سے بلڈ پریشر یکایک بڑھ جاتا ہے جو بعض دفعہ ۶۰ پائنٹ تک ہوتا ہے۔ اس لئے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اور مجھ پر غصہ سے کتنا بار پڑ سکتا ہے۔

۵۔ ہر حالت میں خوش رہنے کی کوشش کیجئے اور غم و غصہ کی دنیا کو ترک کر دیجئے ہمیشہ غم زدہ رہنے سے مجھے برابر طاقت نہیں ملتی اور جسمانی تکان سے زیادہ غصہ اور فکر مجھے نقصان پہونچاتے ہیں۔ براہ کرم سگریٹ نوشی ترک کر دیں کیونکہ تمباکو میرے لئے نہایت مضرت رساں چیز ہے۔

آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کا دل ہوں اور آپ کی طرز زندگی کو یکسر بدل دینے کیلئے درخواست کر رہا ہوں اور آپ سے کہہ رہا ہوں کہ میں ایک ایسے جسم میں رہنا پسند کرتا ہوں جو دبلا پتلا اور ٹھنڈے مزاج کا انسان ہو اور جو نہایت ہوشیاری سے اپنے جسمانی، دماغی اور دوسرے احساسات کو قابو میں رکھتا ہے!

بقیہ صفحہ ۶

ہے، پختہ سمجھ اور بالغ عقل کی ضرورت ہے، یہ صفات اپنے اندر پیدا کیجئے۔

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور اپنی طرف سے اور اپنے دوستوں کی طرف سے جنھوں نے بہت تھوڑے وقت میں انتظام کیا آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اور آپ کی طرف ان کو مبارکباد دیتا ہوں، اگر آپ کی اجازت ہو انھوں نے اتنے آدمیوں کو بلا کر بٹھا دیا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسانیت مری نہیں ہے، انسانیت سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

۳۵	لیبیا	طرابلس بن غازی	۲۲۵۰۰۰۰	۲۲۵۰۰۰۰	۱۰۰	۶۷۹،۵۳۶	اٹلی ۲۰ جون ۱۹۵۲ء	کھجور، زیتون، پھل	قالین، ٹیکسٹائل، جوتے	تیل، گیس	–	۸ ارب ۵۵ کروڑ ڈالر	۳۰ فیصد
۳۶	مالی	باماکو	۵۵۶۰۰۰۰	۵۰۰۳۰۰۰	۹۰	۴۶۲،۸۷۳	فرانس ۲۰ جون ۱۹۶۰ء	چاول، مونگ پھلی، کپاس	۷	–	ربڑ	۳۴ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر	۱۰ فیصد
۳۷	موریتانیا	نواکشوط	۱۲۹۰۰۰۰	۱۲۹۰۰۰۰	۱۰۰	۴۱۹،۲۲۹م	اسپین ۲۸ نومبر ۱۹۶۰ء	کھجور، غلہ	ماہی گیری	لوہا، تانبہ	ماہی گیری	۱۷ کروڑ ۸۰ لاکھ ڈالر	۵ فیصد
۳۸	مالدیپ	مالے	۱۲۵۰۰۰	۱۲۵۰۰۰	۱۰۰	۱۱۵	برطانیہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۵ء برطانیہ	ناریل، پھل	خشک غذا، مچھلی	–	ماہی گیری	۲۴ لاکھ ڈالر	۳۶ فیصد
۳۹	متحدہ عرب امارات	ابوظبی	۳۲۰۰۰۰	۳۲۰۰۰۰	۱۰۰	۳۲،۲۷۸	۲ دسمبر ۱۹۷۱ء	سبزیاں	ماہی گیری				
۴۰	مصر	قاہرہ	۳۶۴۲۰۰۰۰	۳۳۸۶۰۹۰۰	۹۳	۳۶۳،۲۵۰	۱۹۳۶ء	کپاس، غلہ، سبزیاں، گنا، پھل	ماہی گیری، ٹیکسٹائل، کیمیکلز، لوہا	تیل، تیل، فاسفیٹ، نمک	ماہی گیری	۹ ارب ۸ کروڑ ڈالر	۲۰ فیصد
۴۱	مراکش	رباط	۱۴۸۸۰۰۰۰	۱۴۶۱۱۲۰۰	۹۹	۱۷۱،۹۵۳	فرانس، اسپین ۲ مارچ ۱۹۵۶ء	غلہ، پھل، کھجور	سیمنٹ، کھاد، بجلی، قالین، کپڑا، چمڑا	لوہا، سونا، جپسم، فاسفیٹ، کوبالٹ	ماہی گیری	ایک ارب ۴۰ کروڑ ڈالر	۲۰ فیصد
۴۲	ملائیشیا	کوالالمپور	۱۱۶۰۰۰۰۰	۵۹۷۶۰۰۰	۵۱	۱۲۸،۳۲۸	برطانیہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۳ء	چاول، گنا، گرم مصالحے	ربڑ، کھاد	تیل، زنک، کوئلہ، ٹن، لوہا، تیل	ماہی گیری	۷ ارب ۲۷ کروڑ ڈالر	۶۱ فیصد
۴۳	نائیجر	نیامی	۴۳۸۰۰۰۰	۴۰۷۶۸۰۰	۹۱	۴۸۹،۲۰۹م	فرانس ۳ اگست ۱۹۶۰ء	مونگ پھلی، کپاس	–	یورینیم	–	۳۴ کروڑ ۴ لاکھ ڈالر	۵ فیصد
۴۴	نائیجیریا	لاگوس	۷۵۶۹۰۰۰۰	۵۶۹۶۳۵۰۰	۴۵	۳۵۶،۶۶۹	برطانیہ یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء	کوکا، تمباکو، مونگ پھلی، کپاس، سویابین	خشک غذا، گاڑیوں کی اسمبلنگ	تیل، گیس، کوئلہ، لوہا، ٹن	ماہی گیری	۱۰ ارب ۲۹ کروڑ ڈالر	۲۵ فیصد
۴۵	یمن	صنعاء											
۴۶	داہومی	پورٹو نوو	۴۳۹۰۰۰۰	۴۳۱۵۴۰۰	۹۹	۷۵،۲۸۹	۱۹۱۸ء	کافی، کاٹن، غلہ، کھجور، کپاس	ٹیکسٹائل، سیمنٹ	نمک، تیل	–	ایک کروڑ ۱۰ لاکھ ڈالر	۱۰ فیصد
۴۷	[illegible]	[illegible]	۳۰۳۰۰۰۰	۱۸۱۸۰۰۰	۶۰	۴۳،۴۸۳	فرانس یکم اگست ۱۹۶۰ء	مونگ پھلی، کپاس، مکئی، تمباکو	–	تیل	–	۳۴ کروڑ ۱۰ لاکھ ڈالر	۳۰ فیصد
۴۸	قبرص	نکوسیا	۶۷۴۰۰۰	۲۶۸۰۰۰	۲۰	۱۰،۷۳۹	۱۹۶۳ء	کافی، کپاس، چائے	–	نمک	–	۶ کروڑ ۷۰ لاکھ ڈالر	۱۰ فیصد
			۴۵۲۳۰۰	۲۶۸۰۰۰	۳۳	۳۱۵،۶۲	یونان ۸ جون ۱۹۶۰ء	غلہ، پھل، آلو، زیتون	شراب، کپڑا، جوتے، سیاحت	تانبہ، لوہا، جپسم، ابرق	–	۳۲ کروڑ ۱۰ لاکھ ڈالر	۸۰ فیصد
۴۹	ماریشس	پورٹ لوئس	۸۲۵۰۰۰	۱۶۰۹۲۵	۱۹.۵	۷۸۶	برطانیہ ۱۲ مارچ ۱۹۶۸ء	گنا، چائے، سیاحت					
۵۰	موزمبیق	ماپوتو	۹۰۳۰۰۰۰	۲۷۱۸۶۰۰	۲۹	۳۰۳،۳۲۰	پرتگال ۲۵ جون ۱۹۷۵ء	کپاس، گنا، ناریل، چائے	سیمنٹ، ٹیکسٹائل، خوراک	کوئلہ، تانبہ، لوہا	ماہی گیری	۱۷ کروڑ ۹۰ لاکھ ڈالر، ۱۴ کروڑ ڈالر	۶۲ فیصد، ۷ فیصد

نوٹ: تمام ممالک کی ... اعداد و شمار ... [illegible]

(بشکریہ "جسارت")

نعت شریف

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی
۱۸۷، منہاج پور۔ الٰہ آباد

سایہ دامن محبوب خدا مانگے ہے
دل تو کچھ اپنے مقدر سے سوا مانگے ہے

آرزو دل کی ذرا دیکھئے کیا مانگے ہے
ہند میں رہ کے مدینے کی فضا مانگے ہے

چومتی رہتی ہے جو گنبدِ خضریٰ کو سدا
سانس لینے کو وہی پاک ہوا مانگے ہے

ہر رہِ عشق و وفا میں مرا ذوقِ تقلید
ہر قدم پر ترا نقشِ کفِ پا مانگے ہے

صدقہ حسنین کا اے روحِ رسولِ عربیؐ
اک نگاہِ کرم و لطف گدا مانگے ہے

اپنی خود ساختہ ظلمت سے پریشاں ہوکر
عہدِ نو سیرتِ احمدؐ سے ضیا مانگے ہے

تقویت دیتے رہو روح کو پڑھ پڑھ کے درود
جسم ہی کی طرح وہ بھی تو غذا مانگے ہے

پئے تکمیلِ عقیدت پئے تکمیلِ جنوں
زندگی راہِ محبت میں قضا مانگے ہے

کر لیا تھا کبھی دنیا کو مسخر جس نے
دل کافر وہی مومن کی ادا مانگے ہے

آخری عمر کٹے کاش مدینے میں مری
روؤاں روؤاں یہی مدت سے دعا مانگے ہے

نعت کہنے کو سبھی کہتے ہیں لیکن یہ فقیر
نعت گوئی میں بھی اندازِ جُدا مانگے ہے

اے رسولِ مدنیؐ آپ کا خادم ہے طفیل
بخش دیجئے اسے جو کچھ یہ گدا مانگے ہے

طلبہ کا صفحہ

محمد طارق ندوی

مسلم نوجوانوں کی ذمہ داریاں

تاریکی جتنی شدید ہوتی ہے روشنی کی اتنی ہی زیادہ ضرورت اور اہمیت محسوس ہوتی ہے۔ آج جب کہ ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہے، ظلم و ستم کا دور دورہ ہے، عدل و انصاف کا فقدان، دنیا کو مشکوٰۃ نبوت سے حاصل ہونے والے نور کی قدر و قیمت محسوس ہو رہی ہے زمانہ کی ہر کروٹ ببانگ دہل کہہ رہی ہے۔ کہاں ہے وہ نور جو فاران کی چوٹیوں پر جلوہ گر ہوا تھا اور اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں ساری تاریکی کو ختم کر دیا تھا، کہاں ہیں وہ دین محمدی کے شیدائی، اللہ کے سودائی، جنھوں نے ظلم و ستم کا قلع قمع کیا تھا، فضا میں اس گونجتی ہوئی آواز کے سب سے زیادہ مخاطب وقت کے مسلم نوجوان ہیں کیوں کہ ان کے پاس وہ نور ہدایت بھی ہے جس سے عالم میں روشنی پھیل سکتی ہے، امن و امان کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔ فرحت و شادمانی کی ہوائیں چل سکتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے، ظالم کو ظلم سے روکنے کے لئے ان کے پاس طاقت و جوش امنگ و ولولہ بھی ہے اگر وہ اپنی اس طاقت و جوش کا صحیح طور پر استعمال کریں اور آفتاب رسالتمآب کی روشنی میں کام کریں تو وہ اس آواز کا بطریق احسن جواب دے سکتے ہیں اور زمانہ کی حالت میں بہت کچھ سدھار آ سکتا ہے، سسکتی ہوئی انسانیت کو قرار آ سکتا ہے۔

مگر یہ سب کچھ اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ نونہالان اسلام اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ بحیثیت مسلمان ہونے کے مسلم نوجوانوں کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اسلام کے پیغام پر لبیک کہیں اور اس پر خود عمل پیرا ہوں اور اپنے اعلیٰ کردار سے دین امن و سلام کی طرف دعوت دیں، کیوں کہ اقلیت کسی مذہب کو کتابوں سے پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کرتی ہے اکثریت مذہب کے ماننے والوں کے اخلاق و کردار دیکھ کر اندازہ لگاتی ہے اگر ایک مسلم نوجوان ایمان و اعمال صالحہ سے آراستہ و پیراستہ ہو تو دنیا اس بات کے غور کرنے پر مجبور ہوگی کہ کیا چیز ہے جس نے اس پیکر جذبات میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔

دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ ہم دینی تعلیم حاصل کر رہے ہوں یا دنیوی، عربی مدارس میں پڑھ رہے ہوں یا انگریزی ہر حال میں اور ہر جگہ ہم دین کو مقدم رکھیں ہمارا اصل مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہو۔

تیسری وقت کی سب سے نازک ذمہ داری یہ ہے کہ آج ہمارے اندر احساس کمتری پیدا ہو گیا ہے، ہم اپنے اسلامی نظریہ کو پیش کرتے ہوئے گھبراتے ہیں اپنے کو مسلمان ظاہر کرنے کتراتے ہیں، ہمارے لئے اس مہلک مرض کا علاج ضروری ہے اور اسلام جیسی بیش بہا دولت جس پر فلاح دارین منحصر ہے اس کی کماحقہ قدر لازمی ہے۔

چوتھی ذمہ داری یہ ہے کہ آج ہم اپنے اسلاف سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں ہمیں یہ معلوم ہی نہیں کہ انھوں نے اس دنیا کو کیا کچھ دیا کتنے خدا سے بچھڑے ہوئے انسانوں کو خدا سے ملایا ہم مسلم نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی اسلامی تاریخ سے واقفیت ضرور حاصل کریں ہماری نظر اسلاف کے کارناموں پر ہونا ضروری ہے کامیابی کے لئے ان کے نقش قدم پر چلنا لازمی ہے۔

پانچویں ذمہ داری یہ ہے کہ ہمارا تعلق جس فن سے بھی ہو ہم اس میں امتیاز حاصل کریں کیونکہ قوموں کی سب سے بڑی طاقت پڑھے لکھے لوگ ہیں، بقول حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ "قومیں اور ملتیں صرف سرمایہ داروں کے بل پر زندہ نہیں رہتیں، ملتیں اپنی تعداد اور کثرت کے سہارے نہیں جیتیں، ملتیں اور قومیں محض سیاسی جد و جہد سے کامیابی حاصل نہیں کرتیں۔ ملتوں اور قوموں کی سب سے بڑی طاقت اور طاقت کا سرچشمہ وہ پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں جو دنیا میں امتیاز حاصل کریں کسی علم و فن میں امتیاز، تحقیقی تفوق اور دماغی بلندی کا امتیاز جو اپنی صلاحیتوں کا ثبوت ہی نہیں بلکہ سکہ بٹھا دیں۔ ان تمام باتوں کے ساتھ بھروسہ صرف اللہ پر ہونا چاہئے۔ اپنی مہارت پر نہیں، قابلیت اور لیاقت پر نہیں۔ بلکہ صرف اللہ پر۔